چار دن قربانی کی مشروعیت

از قلم

ابو الفوزان کفایت اللہ سنابلی

ناشر

اسلامک انفارمیشن سینٹر ممبئی

Islamic Information Centre

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ عَلَى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ﴾
اور جو چوپائے اللہ نے ان کو دیئے ہیں خاص دنوں میں ان پر اللہ کا نام ذکر کریں۔
(الحج ۲۸)

چاردن قربانی کی مشروعیت

از

ابو الفوزان کفایت اللہ السنابلی

نشر

اسلامک انفارمیشن سینٹر، کرلا، ممبئی۔

جملہ حقوق محفوظ بحق مؤلف

نام کتاب	:	**چاردن قربانی کی مشروعیت**
مؤلف	:	ابوالفوزان کفایت اللہ السنابلی۔
ناشر	:	اسلامک انفارمیشن سینٹر، کرلا، ممبئی۔
اشاعت	:	۲۰۱۳ء۔
تعداد	:	۱۰۰۰۔
قیمت	:	۳۰/روپے۔

ملنے کے پتے :-

☆ اسلامک انفارمیشن سینٹر، کرلا، ممبئی۔

☆ عمری بک ڈپو، نزد مدرسہ تعلیم القرآن، اشوک نگر، کرلا، ممبئی۔

☆ مدرسہ رحمانیہ سلفیہ، کملارامن نگر، بیگن واڑی، گوونڈی، ممبئی۔

☆ مدرسہ تنویرالاسلام، سعداللہ پور، پوسٹ کسمہی، سدھارتھ نگر، (یو، پی)۔

☆ مرکز مکتبہ الاسلام، ایوان ہمدرد، مسلم چوک، گلبرگہ، کرناٹک، انڈیا۔

کتاب منگانے کے لئے رابطہ نمبر:

09869643492

فہرست مضامین　　　　صفحہ

حرف اول	۴
باب اول: چاردن قربانی کی مشروعیت	۵
فصل اول: چاردن قربانی کی مشروعیت پر قرآنی آیات	۵
پہلی آیت	۵
دوسری آیت	۷
فصل دوم: چاردن قربانی کی مشروعیت پر احادیث صحیحہ	۹
پہلی حدیث: (حدیث رجل من اصحاب النبی ﷺ کی مفصل تحقیق)	۹
دوسری حدیث: (حدیث جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی تحقیق اور حافظ زبیر علی زئی پر رد)	۱۸
تیسری اور چوتھی حدیث: (حدیث ابی ہریرہ وابی سعید رضی اللہ عنہما کی مفصل تحقیق)	۲۹
فصل سوم: چاردن قربانی کی مشروعیت پر اقوال صحابہ	۳۳
فصل چہارم: چاردن قربانی کی مشروعیت پر قیاس صحیح	۳۷
فصل پنجم: چاردن قربانی کی مشروعیت پر دلالت لغت	۳۸
باب دوم: چاردن قربانی سے متعلق اقوال تابعین وائمہ و اہل علم	۳۹
فصل اول: چاردن قربانی اور تابعین	۳۹
فصل دوم: چاردن قربانی اور ائمہ اربعہ	۴۱
فصل سوم: چاردن قربانی اور محدثین واہل علم	۴۴
باب سوم: صرف تین دن قربانی کے موقف کی حقیقت	۴۵
فصل اول: صرف تین دن قربانی کا موقف بے دلیل ہے	۴۵
فصل ثانی: صحابہ کی طرف غلط نسبت کی وضاحت اور حافظ زبیر علی زئی پر رد	۴۷
فصل ثالث: اجماع کا جھوٹا دعوی اور جمہور سلف واہل علم کے موقف کی وضاحت	۵۵

حرف اول

عیدالاضحیٰ کے موقع پر یہ مسئلہ بھی موضوع بحث بن جاتا ہے کہ قربانی کل کتنے دن کی جاسکتی ہے؟ اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے لیکن قرآن وصحیح احادیث سے چاردن قربانی کا ثبوت ملتا ہے امت کی اکثریت نے یہی موقف اپنایا ہے۔ زیرنظر رسالہ میں اس موقف کے دلائل کا تذکرہ کیا گیا ہے اور ساتھ ہی ان لوگوں کے دلائل کا بھی جائزہ لیا گیا ہے جو صرف تین دن قربانی کے قائل ہیں۔

ہمارا یہ اصول ہے کہ ہم اپنی کوئی بھی تحریر اشاعت سے قبل کسی بھی عالم کے سامنے نظر ثانی کے لئے ہرگز نہیں پیش کرتے اور نہ ہی ہم اسے کسی بھی صورت میں درست سمجھتے ہیں ، بلکہ ہماری نظر میں ایسا کرنے سے بہت سارے نقصانات ہیں۔

مثلاً ممکن ہے نظر ثانی کرنے والا کسی ایسی بات کو غلط کہہ دیے جسے دوسرے اہل علم صحیح سمجھتے ہوں ایسی صورت میں اگر نظر ثانی کرنے والے کی بات مان کر تحریر سے وہ حصہ نکال دیا جائے تو اس سے متعلق دیگر اہل علم کے تاثرات سے محروم ہونا پڑے گا۔

اسی طرح بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض لوگ نظر ثانی والی شخصیت کا نام دیکھ کر یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ تحریر میں ان کا بھی بہت بڑا حصہ ہوگا پھر کسی اور کی محنت کسی اور کی طرف منسوب ہوجاتی ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ نظر ثانی کرنے والوں کی یہ صورت حال بھی ہوتی ہے کہ وہ محض مطالعہ کرنے ہی پر اکتفاء کرتے ہیں اور بڑی لاپرواہی سے سارے مواد کی تصدیق کردیتے ہیں جب کہ دوسری طرف کچھ لوگ نظر ثانی کا ثبوت دینے کی خاطر اور اپنی قوت نظر کا رعب ڈالنے کے لئے سیدھی سادھی بات کو بھی خواہ مخواہ غلط وغیر مناسب کہہ ڈالتے ہیں۔

یہ اور اس جیسی کچھ مصیبتیں ہیں جن کی بنا پر ہم قطعاً اپنی کوئی تحریر اشاعت سے قبل کسی بھی شخصیت کے سامنے نظر ثانی کے لئے ہرگز پیش نہیں کرتے۔ البتہ تحریر کی اشاعت کے بعد ہم تمام قارئین کے تاثرات ومؤاخذات کا استقبال کرتے ہیں اور ہر طرف کی بات سننے کے بعد اللہ سے دعاء گو ہوتے ہیں کہ وہ ہمیں صحیح اور غلط میں تمییز کی توفیق دے۔

ابو الفوزان کفایت اللہ السنابلی

باب اول

چاردن قربانی کی مشروعیت

اس باب میں چاردن قربانی سے متعلق دلائل کا تذکرہ ہوگا اور بتلایا جائے گا کہ چاردن قربانی، قرآنی آیات، اور متعدد احادیث صحیحہ سے ثابت ہے، اورکئی ایک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف بھی یہی قول منسوب ہے نیز قیاس صحیح اور دلالت لغت سے بھی اسی موقف کی تائید ہوتی ہے۔

فصل اول

چاردن قربانی کی مشروعیت پر قرآنی آیات

پہلی آیت:

سورہ بقرہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ عرفات ومزدلفہ سے حجاج کرام کی واپسی کے بعد دوران قیام منیٰ میں انہیں خصوصیت کے ساتھ اپنے ذکر کا حکم دیتے ہوئے ایک جگہ فرماتا ہے:

﴿وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقَى وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ﴾

''یعنی تم گنتی کے چند دنوں میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرو، پس جوکوئی دو دن گذار کر (منیٰ سے) جلدی روانہ ہونا چاہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور جو دیر میں نکلنا چاہے (یعنی تین دن گذار کر) تو اس پر بھی جو پرہیز گاری کرے کوئی گناہ نہیں ہے۔'' [۲/البقرۃ:۲۰۳]۔

اس آیت کریمہ میں باتفاق مفسرین ''أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ'' سے ایام تشریق یعنی ذی الحجہ کی ۱۱،۱۲،۱۳، تاریخ مراد ہے۔ چنانچہ علامہ قرطبی اپنی (تفسیر:۱/۳) میں اس سلسلے میں لکھتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو گنتی کے چند دنوں میں اپنے ذکر کا حکم دیا ہے اور یہ (گنتی کے دن) یوم النحر (قربانی کا دن یعنی دس ذی الحجہ) کے بعد کے تین روز ہیں جن میں یوم النحر داخل نہیں ہے کیونکہ اس بات پر لوگوں کا اجماع ہے کہ قربانی کے دوسرے دن (یعنی گیارہ کو) کوئی حاجی منیٰ سے کوچ نہیں کرسکتا۔ اور اگر یوم النحر ''أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ'' میں داخل ہوتا تو پھر (بموجب حکم قرآنی) عجلت باز کے لئے گیارہ کو منیٰ سے کوچ کرنا درست ہوتا، کیونکہ وہ گنتی کے (تین دنوں میں سے) دو روز گذار چکا ہے۔ (اور اللہ تعالیٰ

نے دوروز گذار چکنے کے بعد منیٰ سے کوچ کرنے کی اجازت دی ہے)۔''

اور (تفسیر طبری: ١٧٦/٢) میں امام طبری اس سلسلے میں یوں رقمطراز ہیں:

''أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ'' جمعرات کو کنکری مارنے کے ایام ہیں جیسا کہ مفسرین کے اقوال سے واضح ہے چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ: ''یہ گنتی کے ایام ''ایام تشریق'' ہیں جو قربانی کے دن کے بعد تین روز ہیں۔ امام مالک، ضحاک و دیگر اہل علم سے بھی یہی منقول ہے۔''

اور (احکام القرآن: ١٤١/١) میں ابن العربی فرماتے ہیں کہ:

''أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ'' سے مراد ایام منیٰ ہیں جو یوم النحر کے علاوہ تین دن ہیں کیونکہ یہ اقل جمع ہے، نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے اسے بیان کر کے ہر طرح کے اشکال کو ختم کر دیا''

یہی نہیں بلکہ امام رازی (تفسیر کبیر: ٢٠٨/٥) علامہ شوکانی (فتح القدیر: ٢٠٥/١) و دیگر اہل علم نے ''أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ'' کے ایام تشریق ہونے پر امت کا اجماع نقل کیا ہے۔

نصوص بالا سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ آیت کریمہ میں وارد ''أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ'' سے مراد باجماع امت ایام تشریق ہیں یعنی ذی الحجہ کی ١١، ١٢، ١٣ تو اب یہ پتہ کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان گنتی کے دنوں میں اپنے ذکر کا جو حکم دیا ہے اس سے اس کی کیا مراد ہے؟ سو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اس آیت میں اگرچہ ''ذکر'' کا لفظ مطلق وارد ہوا ہے لیکن اسی سلسلے کی دوسری آیت جو سورہ حج میں وارد ہوئی ہے اس سے ذکر کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ اس سے مراد ایام تشریق میں قربانیوں کے ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لینا ہے چنانچہ اس سلسلے میں علامہ ابن کثیر اپنی تفسیر (مختصر تفسیر ابن کثیر: ١٨٣/١) میں رقمطراز ہیں کہ:

''أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ'' میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ قربانی کے جانوروں کو ذبح کرتے وقت ان پر اللہ کا نام لیا جائے۔ اور یہ بات پہلے گذر چکی ہے کہ اس سلسلے میں راجح امام شافعی کا مسلک ہے کہ قربانی کا وقت یوم النحر سے لے کر ایام تشریق کے آخری دن تک (یعنی ١٣ تک) ہے''

نیز امام رازی نے اپنی (تفسیر: ٢٠٨/٥) میں اس آیت کے ضمن میں واحدی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

''ایام تشریق یوم النحر کے بعد کے تین دن ہیں۔ یوم النحر کے ساتھ یہ تینوں دن بھی قربانی کے ایام ہیں''

❁ دوسری آیت:

اسی سلسلے میں ایک دوسری آیت سورہ حج میں وارد ہوئی ہے جس میں اللہ تعالیٰ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو حج کی منادی کا حکم دیتے ہوئے، نیز حج کے فوائد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ . لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ عَلَى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ﴾

''یعنی اے ابراہیم! تو لوگوں میں حج کی منادی کر دے، وہ پیادہ اور دبلی پتلی اونٹنیوں پر سوار دور دراز راستوں سے تیرے پاس آویں گے، تاکہ اپنے نفع کے کاموں کو دیکھیں اور جو چوپائے اللہ نے ان کو دیئے ہیں خاص دنوں میں ان پر اللہ کا نام ذکر کریں۔ پھر تم اس میں سے خود کھاؤ اور محتاج فقیروں کو بھی کھلاؤ۔'' [۲۲/الحج:۲۷۔۲۸]۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ''أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ'' میں جانوروں پر اللہ کا نام لینے کا حکم دیا ہے۔ ان ''أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ'' سے جمہور مفسرین کے نزدیک ایام تشریق مراد ہیں۔ چنانچہ امام رازی (التفسیر الکبیر:۲۳/۳۰) امام ابن کثیر (مختصر تفسیر ابن کثیر:۲/۵۴۰) ودیگر مفسرین وشارحین حدیث نے ''أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ'' کے سلسلے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یوم النحر اور اس کے بعد کے تین دن ہیں۔

امام رازی ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اسی قول کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ: ''ابو مسلم نے بھی اسے اختیار کیا ہے اور یہی ابو یوسف ومحمد کی بھی رائے ہے۔ اور ان دنوں کا ''أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ'' کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دن عربوں کے نزدیک قربانی کے ایام کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔''

نیز امام ابن کثیر رحمہ اللہ کے بقول یہ امام احمد رحمہ اللہ کا بھی ایک قول ہے اور علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر (فتح القدیر:۱/۲۰۵) میں ابن زید کی طرف بھی اس قول کی نسبت فرمائی ہے۔ اور علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں حنفیت کے عظیم علم بردار علامہ طحاوی کی طرف اس قول کی نسبت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

'' امام طحاوی نے ''أَيَّـامٍ مَعْلُومَـاتٍ'' سے یوم النحر اوراس کے بعد کے تین دن کومراد لینااس لئے راجح سمجھا ہے کہ یہ آیت بتاتی ہے کہ ''أَيَّـامٍ مَعْلُومَـاتٍ'' قربانی کے دن ہیں۔اورقربانی کے دن یہی چاروں دن ہیں دسویں ذی الحجہ اوراس کے بعد کے تین دن۔''

امام قرطبی اپنی تفسیر (۱۲/۴۱) میں ''أَيَّـامٍ مَعْلُومَـاتٍ'' میں اللہ کا ذکرکرنے کی تشریح وتوضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''ان ایام میں اللہ کا ذکرکرنے سے مراد یہ ہے کہ قربانی کوذبح یانحرکرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے مثلاً یہ دعا پڑھی جائے۔ ''باسم الله و الله اكبر اللهم منك و لك '' ساتھ ہی یہ آیت پڑھی جائے:ان صلاتی و نسکی . الآیہ کفار(جانوروں)کواپنے بتوں کے نام ذبح کرتے تھےتو اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا کہ ذبح کے وقت اللہ کا نام لیناضروری ہے۔''

علامہ شوکانی نے بھی اپنی تفسیر (۳/۴۴۸) میں اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر کچھ اسی انداز پر کی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:

''مطلب یہ ہے کہ بندے اپنی قربانیوں کوذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیں۔نیز اس سلسلے میں یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ ''ذکر'' ذبح کرنے سے کنایہ ہے کیونکہ یہ اس سے منفک نہیں ہوتا،اوراللہ تعالیٰ کے قول: ﴿عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ﴾ سے پتہ چلتا ہے کہ ''أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ'' ایام نحر ہیں۔''

مولانا انعام اللہ صاحب قاسمی حفظہ اللہ اپنے رسالہ ''ایام قربانی'' میں اللہ تعالیٰ کے اس قول کی مزید وضاحت کے لئے علامہ رازی وخطابی کے نصوص کونقل کرنے کے بعد صفحہ ۲۳ میں لکھتے ہیں:

''اس حکمت کا یہ مفہوم ہوا کہ ایام منیٰ یعنی یوم النحر کے بعد تین دن دور جاہلیت ہی سے قربانی کے دن تھے جن کوشریعت اسلامیہ نے برقراررکھااوران کے تعداد میں کوئی کمی بیشی نہیں کی۔البتہ صرف اس میں تبدیلی کردی کہ پہلے لوگ اپنی قربانیاں بتوں کے نام کرتے تھےاوراسلام نے اللہ کے لئے مخصوص کردیا''

سورہ حج آیت ۲۸ پرنگاہ غائرڈالنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا امام خطابی کی بیان کردہ حکمت کی وضاحت کے لئے ہی اس آیت کا نزول ہوا تھا۔۔أَيَّامٍ مَعْلُومَات پہلے سے معلوم دن وہی ہیں جن میں ایام جاہلیت کے لوگ طواغیت کے ناموں پرقربانیاں کیا کرتے تھےاوران قربانیوں کا گوشت خودنہیں

کھاتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قربانیاں تو تم انھیں دنوں میں کرو جن دنوں میں پہلے کیا کرتے تھے مگر بتوں کے نام کے بجائے اللہ کا نام لے کر کیا کرو۔اوران میں سے کھلاؤ بھی اور کھاؤ بھی۔گویا اس آیت کا مقصد نزول، ایام تشریق کو ایام قربانی ثابت کرنا ہے اور بس،اور ایام تشریق باتفاق علماء و باجماع امت یوم النحر کے بعد تین دن گیارہ، بارہ، تیرہ ذی الحجہ ہے۔

اہم نوٹ:

اس فصل کی پوری بحث الفاظ سمیت استاذ محترم ڈاکٹر مفضل مدنی حفظہ اللہ کے ایک فتویٰ سے منقول ہے دیکھئے: (مجلّہ ”التوعیہ“ نئی دہلی ستمبر۱۹۹۱ص:۳۶)۔

فصل دوم

چاردن قربانی کی مشروعیت پر احادیث صحیحہ

پہلی حدیث: (حدیث رجل من اصحاب النبی ﷺ):

امام بیہقی رحمہ اللہ (المتوفی:۴۵۸ھ) نے کہا:

أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدَانَ، أنبأ أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدٍ، ثنا الْحَارِثُ بْنُ أَبِي أُسَامَةَ، ثنا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَدْ سَمَّاهُ نَافِعٌ فَنَسِيتُهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ غِفَارٍ:”قُمْ فَأَذِّنْ أَنَّهُ لا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ ،وَأَنَّهَا أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ أَيَّامُ مِنًى .“ زَادَ سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى: وَذَبْحٍ، يَقُولُ: أَيَّامُ ذَبْحٍ،ابْنُ جُرَيْجٍ يَقُولُهُ.

ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غفاری صحابی سے کہا کہ: تم کھڑے ہو اور اعلان کردو کہ جنت میں صرف مؤمن ہی جائینگے اور ایام منیٰ (ایام تشریق) یہ کھانے پینے کے دن ہیں، ابن جریج کہتے ہیں کہ ان کے استاذ سلیمان بن موسیٰ نے اسی حدیث کو بیان کرتے ہوئے

ذبح کے لفظ کا اضافہ کیا ہے، یعنی وہ یہ بھی روایت کرتے تھے کہ یہ ذبح کے دن ہیں ۔[السنن الکبری للبیھقی:۔۳٦٨/١٩رقم:١٩٢٧٠ت مركز هجر]۔

اس حدیث کی سند صحیح ہے علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو بالکل صحیح قرار دیا ہے۔[الصحیحة : ٦٢١/٥تحت الرقم:٢٤٧٦]۔

اس کے راویوں کا مختصر تعارف ملاحظہ ہو:

❁ نافع بن جبیر النوفلی:

صحابی رسول سے اس حدیث کو نقل کرنے والے نافع بن جبیر النوفلی ہیں، آپ بخاری ومسلم سمیت کتب ستہ کے رجال میں سے ہیں اور بالاتفاق ثقہ امام ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (المتوفی:۸۵۲ھ) نے ان کے بارے میں محدثین کے اقوال کا خلاصہ کرتے ہوئے کہا:**ثقة فاضل** ، یہ ثقہ فاضل ہیں[تقريب التهذيب لابن حجر:رقم:٧٠٧٢]۔

❁ عمرو بن دینار المکی:

آپ بھی بخاری ومسلم سمیت کتب ستہ کے رجال میں سے ہیں اور بالاتفاق ثقہ اور زبردست امام ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (المتوفی:۸۵۲ھ) نے ان کے بارے میں محدثین کے اقوال کا خلاصہ کرتے ہوئے کہا:**ثقة ثبت**، یہ ثقہ ثبت ہیں[تقريب التهذيب لابن حجر:رقم:٥٠٢٤]۔

❁ سلیمان بن موسیٰ القرشی:

آپ صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے رجال میں سے ہیں اس کے ساتھ ساتھ آپ بہت بڑے فقیہ اور امام ہیں، امام ذہبی رحمہ اللہ نے انہیں الامام الکبیر یعنی بہت بڑے امام اور مفتی دمشق کہا ہے۔[سير أعلام النبلاء للذهبي:٤٣٣/٥]۔

❁ امام ابن سعد رحمہ اللہ (المتوفی: ۲۳۰ھ) نے کہا:

كان ثقة.

یہ ثقہ تھے [الطبقات لابن سعد:۳۱۸/۷]۔

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۶۵ھ) نے کہا:

وَهو عندى ثبت صدوق.

یہ میرے نزدیک ثبت اور صدوق ہیں [الكامل فى ضعفاء الرجال لابن عدى:۲۶۲/٤]۔

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۸۵ھ) نے کہا:

سليمان بن موسى ، من الثقات الحفاظ.

سلیمان بن موسیٰ حفاظ اور ثقہ لوگوں میں سے ہیں [علل الدارقطنى:١٤/١٥]۔

اس کے علاوہ اور بھی متعدد محدثین نے انہیں ثقہ کہا ہے بعض سے معمولی جرح منقول ہے لیکن صریح اور واضح توثیق کے بالمقابل اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: [غاية التحقيق فى تضحية ايام التشريق ص:٤١ تا ٥٤، از علامہ ومحدث محمد رئیس ندوی رحمہ اللہ]۔

❁ عبد الملك بن عبد العزيز بن جريج:

آپ بھی بخاری ومسلم سمیت کتب ستہ کے رجال میں سے ہیں اور زبردست ثقہ راوی ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (المتوفی: ۸۵۲ھ) نے ان کے بارے میں محدثین کے اقوال کا خلاصہ کرتے ہوئے کہا: **ثقة فقيه فاضل**، ثقہ فقیہ فاضل ہیں [تقريب التهذيب لابن حجر:رقم:٤١٩٣]۔

آپ زبردست ثقہ ہونے کے باوجود بھی مدلس ہیں لیکن یہاں پر آپ نے بالجزم زیادتی والی بات کی نسبت براہ راست اپنے استاذ سلیمان بن موسیٰ کی طرف کی ہے لہٰذا یہاں تدلیس کے اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

❁ روح بن عبادة القيسى:

آپ بھی بخاری ومسلم سمیت کتب ستہ کے رجال میں سے ہیں اور زبردست ثقہ راوی ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (المتوفی:۸۵۲ھ) نے ان کے بارے میں محدثین کے اقوال کا خلاصہ کرتے ہوئے کہا:ثقة فاضل له تصانيف،

ثقہ فاضل ہیں ان کئی تصانیف ہیں[تقريب التهذيب لابن حجر:رقم:١٩٦٢]۔

الحارث بن ابی اسامة التميمی:

امام ابراہیم بن اسحاق الحربی رحمہ اللہ (المتوفی:۲۸۵ھ) نے کہا:

اسمع منه فإنه ثقة.

ان کی حدیث سنو یہ ثقہ ہیں[تاريخ بغداد، مطبعة السعادة:٢١٨/٨واسناده صحيح]۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ (المتوفی:۳۸۵ھ) نے کہا:

صدوق.

یہ سچے ہیں[سؤالات الحاكم للدارقطنى:ص:٢٩٠]۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (المتوفی:۴۶۳ھ) نے کہا:

كان ثقة.

یہ ثقہ تھے[تاريخ بغداد، مطبعة السعادة:٢١٨/٨]۔

ایک سند جس میں حارث بھی ہیں، اس کے بارے میں امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ (المتوفی ۴۶۳) نے کہا:

رجال إسناد هذا الحديث ثقات كلهم.

اس سند کے تمام رجال ثقہ ہیں[الإنصاف لابن عبد البر :ص:١٧٦]۔

امام ذہبی رحمہ اللہ (المتوفی:۷۴۸ھ) نے کہا:

الحارث نفسه ثقة.

حارث فی نفسہ ثقہ ہیں[تاريخ الإسلام ت بشار:٧٣٢/٦]۔

تنبیہ:

نومولود جماعت المسلمین یعنی فرقہ مسعودیہ میں سے کسی محمد اشتیاق نے زیر بحث حدیث کوضعیف ثابت کرنے کے لئے کہا:

''حارث بن ابی اسامہ کا حال معلوم نہیں'' (کیا خصی جانور کی قربانی جائز ہے: ص:١٦)۔

عرض ہے کہ بالاسطور میں حارث بن ابی اسامہ کی توثیق پیش کی جاچکی ہے اس سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ حارث بن ابی اسامہ معروف ثقہ راوی ہیں وہیں پر یہ بھی پتہ چلا کہ فرقہ مسعودیہ کے اشتیاق صاحب نے اپنی جہالت کو دلیل کی حیثیت دے دی ہے۔ اگر موصوف کو حارث بن ابی اسامہ کا حال نہیں معلوم تھا تو آں جناب اپنی جہالت کے اظہار ہی پر اکتفاء کرتے، لیکن اس سے آگے بڑھ کر محض اپنی جہالت کی بنیاد پر یہ فیصلہ کر دینا کہ فلاں راوی کا حال معلوم ہی نہیں جہالت در جہالت ہے۔

احمد بن عبید بن اسماعیل الصفار البصری:

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (المتوفی:٤٦٣ھ) نے کہا:

كان ثقة ثبتا.

یہ ثقہ اور ثبت تھے[تاريخ بغداد، مطبعة السعادة:٢٦١/٤]۔

امام ذہبی رحمہ اللہ (المتوفی:٧٤٨ھ) نے کہا:

الحافظ الثقة.

یہ حافظ اور ثقہ تھے[تذكرة الحفاظ للذهبي:٨٧٦/٣]۔

امام سیوطی رحمہ اللہ (المتوفی:٩١١ھ) نے کہا:

الْحَافِظ الثِّقَة.

یہ حافظ اور ثقہ تھے[طبقات الحفاظ للسيوطي:ص:٣٥٩]۔

امام ابن العماد رحمہ اللہ (المتوفی:١٠٨٩ھ) نے کہا:

الحافظ الثقة.

یہ حافظ اور ثقہ تھے[شذرات الذهب لابن العماد:٢٧٧/٤]۔

تنبیہ:

نومولود جماعت المسلمین یعنی فرقہ مسعودیہ میں سے کسی محمد اشتیاق نے زیر بحث حدیث کو ضعیف ثابت کرنے کے لئے کہا:

''احمد بن عبید پر بھی کلام ہے، صرف ابن حبان نے اپنی عادت کے مطابق ثقہ کہا ہے (تہذیب)'' (کیا خصی جانور کی قربانی جائز ہے: ص:۱۶)۔

عرض ہے کہ یہ سفید جھوٹ یا محمد اشتیاق صاحب کی نری جہالت ہے کیونکہ اس راوی کا تذکرہ تہذیب میں ہے ہی نہیں، اشتیاق صاحب نے یا تو جھوٹ بولا ہے یا جہالت کی وجہ سے یہاں کسی اور راوی کو سمجھ لیا ہے۔

بہرحال یہ راوی ثقہ ہیں اور دنیا کے کسی بھی محدث نے ان پر سرے سے کوئی جرح کی ہی نہیں ہے۔

علی بن احمد بن عبدان الشیرازی:

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (المتوفی:۴۶۳ھ) نے کہا:

كان ثقة. [تاريخ بغداد، مطبعة السعادة:۱۱/۳۲۹]۔

یہ ثقہ تھے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ (المتوفی:۷۴۸ھ) نے کہا:

ثقة مشهور، عالي الإسناد. [سير أعلام النبلاء للذهبي:۱۷/۳۹۸]۔

یہ مشہور ثقہ اور عالی الاسناد تھے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ (المتوفی:۴۵۸ھ) نے اپنے ان استاذ کے طریق سے ایک روایت نقل کر کے کہا:

هذا إسناد صحيح. [السنن الكبرى للبيهقي:۶/۱۱۳]۔

یہ سند صحیح ہے۔

یعنی امام بیہقی رحمہ اللہ کے یہ استاذ امام بیہقی رحمہ اللہ کے نزدیک ثقہ و معتبر تھے۔ والحمدللہ۔

تنبیہ:

نومولود جماعت المسلمین یعنی فرقہ مسعودیہ میں سے کسی محمد اشتیاق نے زیر بحث حدیث کو ضعیف ثابت کرنے کے لئے کہا:

علی بن احمد بن عبدان کون ہے معلوم نہیں۔ (کیا خصی جانور کی قربانی جائز ہے:ص:۱۶)۔

عرض ہے کہ یہاں بھی اشتیاق مسعودی نے اپنی جہالت کو دلیل بنالیا، فالی اللہ المشتکی۔

اشتیاق مسعودی کو کون سمجھائے کہ جس راوی سے موصوف اپنی جہالت کا اعتراف کررہے ہیں وہ امام بیہقی رحمہ اللہ کے استاذ ہیں اور امام بیہقی سمیت متعدد محدثین کی نظر میں یہ ثقہ ہیں نیز دنیا کے کسی بھی محدث نے ان پر معمولی سی جرح بھی نہیں کی ہے۔

❁ تنبیہ بلیغ:

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وهذا إسناد صحيح رجاله كلهم ثقات، لكن ليس فيه قول:''وذبح'' الذى هو موضع الشاهد وإنما فيه أن ابن جريج رواه عن سليمان بن موسى. يعنى مرسلا لأنه لم يذكر إسناده. فهو شاهد قوى مرسل للطرق الموصولة السابقة.

اس کی سند صحیح ہے اس کے سارے رجال ثقہ ہیں لیکن اس میں ذبح کا لفظ نہیں ہے جو کہ محل شاہد ہے بلکہ اس میں ہے کہ ابن جریج نے اسے سلیمان بن موسیٰ سے روایت کیا ہے یعنی مرسلاً۔ کیونکہ انہوں نے اس کی سند ذکر نہیں کی ہے، تو یہ مرسل گذشتہ موصول طرق کے لئے قوی شاہد ہے[الصحيحة: ٦٢١/٥ تحت الرقم: ٢٤٧٦]۔

یعنی علامہ البانی رحمہ اللہ سلیمان بن موسیٰ کے اضافہ والی بات کو محض مرسل صحیح مانا ہے اور اسے دیگر موصول روایت کا شاہد تسلیم کرکے صحیح باور کیا ہے۔

لیکن ہمارے نزدیک سلیمان بن موسیٰ کی زیادتی کو مرسل قرار دینا غلط ہے۔

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سلیمان بن موسیٰ نے اس کی سند ذکر نہیں کی ہے لیکن یہ درست نہیں ہے بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ سلیمان بن موسیٰ نے اس کی صحیح سند ذکر کردی ہے۔ اور یہ وہی سند ہے جس سے پوری اصل روایت منقول ہے۔

دراصل زیر بحث حدیث کی روایت میں ابن جریج کے دو اساتذہ ہیں ایک ''عمر بن دینار'' اور دوسرے ''سلیمان بن موسیٰ'' اور ابن جریج کے ان دونوں اساتذہ نے زیر بحث روایت کو نافع بن جبیر

سے نقل کیا ہے۔

اگر اس کی کوئی الگ سند ہوتی تو امام بیہقی رحمہ اللہ اسے الگ سے ذکر کرتے جیسا کہ اس کتاب میں ان کا معمول ہے لیکن یہاں پر امام بیہقی رحمہ اللہ نے سلیمان بن موسیٰ سے اوپر کوئی الگ سند ذکر نہیں کی ہے بلکہ صرف یہ کہنے پر اکتفاء کیا ہے کہ ''سلیمان بن موسیٰ نے ایام ذبح کے الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔'' یہ طرز عمل اس بات کی دلیل ہے کہ دونوں کی سند یکساں ہی ہے۔

اس کو مثال سے یوں سمجھیں کہ امام احمد رحمہ اللہ نے کہا:

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ ، عَنْ أَبِي الْأَوْبَرِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَائِمًا وَقَاعِدًا ، وَحَافِيًا وَمُنْتَعِلاً.[مسند أحمد ط الميمنية: ٢/ ٢٤٨]۔

اس کے فوراً بعد امام احمد رحمہ اللہ نے کہا:

حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، وَزَادَ فِيهِ:وَيَنْفَتِلُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ.[مسند أحمد ط الميمنية: ٢/ ٢٤٨]۔

اب کیا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ کے دوسرے طریق میں حسین بن محمد نے مرسل بیان کیا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ ہر شخص یہاں پر یہی کہے گا کہ اس دوسرے طریق میں بھی حسین بن محمد سے آگے وہی سند ہے جو پہلے طریق میں ہے۔

ہم کہتے ہیں ٹھیک اسی طرح امام بیہقی رحمہ اللہ نے ابن جریج کا جو دوسرا طریق سلیمان موسیٰ تک ذکر کیا ہے اس میں بھی سلیمان بن موسیٰ سے آگے وہی سند ہے جسے امام بیہقی رحمہ اللہ پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

محدث کبیر محمد رئیس ندوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''مذکورہ بالا روایت کا حاصل مطلب ہماری سمجھ کے مطابق یہ ہے کہ ابن جریج (عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج المتوفی: ١٥٠ھ) نے یہ بیان کیا ہے کہ سلیمان بن موسیٰ نے نافع بن جبیر سے یہ نقل کیا کہ ایک صحابی کا یہ بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں میں ایک آدمی کے ذریعہ اعلان کرادیا کہ ایام تشریق قربانی کے ایام ہیں''[غاية التحقيق فى تضحية ايام التشريق:ص: ٨٦]۔

اس کی تائیداس بات سے بھی ہوتی ہے کہ بعض طرق میں پوری صراحت کے ساتھ ملتا ہے کہ ابن جریج کے استاذ سلیمان بن موسیٰ نے اس حدیث کو نافع بن جبیر سے موصولاً روایت کیا ہے چنانچہ:

امام دارقطنی رحمہ اللہ (المتوفی:۳۸۵ھ) نے کہا:

حدثنا يحيى بن محمد بن صاعد نا أحمد بن منصور بن سيار نا محمد بن بكير الحضرمي نا سويد بن عبد العزيز عن سعيد بن عبد العزيز التنوخي عن سليمان بن موسى عن نافع بن جبير بن مطعم عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه و سلم قال: أيام التشريق كلها ذبح. [سنن الدارقطنی:۴/۲۸۴]۔

اس سند میں غور کریں یہاں واضح طور پر سلیمان بن موسیٰ، نافع بن جبیر سے یہی حدیث موصولاً روایت کررہے ہیں۔

اس سے جہاں ایک طرف یہ ثابت ہوا کہ بیہقی کی زیر بحث حدیث میں ابن جریج سے آگے کی سند موصول ہے وہیں پر یہ بھی معلوم ہوا کہ سنن دارقطنی وغیرہ میں سلیمان بن موسیٰ سے سوید کی روایت صحیح ہے گرچہ وہ متکلم فیہ ہیں کیونکہ بیہقی کی زیر بحث روایت میں ابن جریج جیسے بلند پایہ ثقہ امام نے بھی سلیمان بن سے یہ بات موصولاً بیان کی ہے والحمدللہ۔

اسی حقیقت کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ محمد رئیس ندوی رحمہ اللہ آگے فرماتے ہیں:

''جس کا واضح مفاد یہ ہے کہ نافع بن جبیر سے حدیث مذکور کو سلیمان سے نقل کرنے میں امام سعید بن عبدالعزیز کی متابعت ابن جریج نے کررکھی ہے'' [غاية التحقيق فی تضحية ايام التشريق:ص:۸۶]۔

اور ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

''اس روایت کی نقل میں سعید کی معنوی متابعت وموافقت امام عبدالملک بن جریج عبدالعزیز قشیری نے کررکھی ہے۔ یہ معلوم ہے کہ متابعت خفیف الضعف مجروح راوی کی بھی معتبر ہے اور یہ ثابت ہوگیا کہ سعید بن عبدالعزیز اور عبدلملک بن عبدالعزیز دونوں کے دونوں حضرات اس حدیث کو متصل سند کے ساتھ بیان کرنے میں ایک دوسرے کے متابع ہیں لہٰذا یہ حدیث صحیح قرار پاتی ہے'' [غاية التحقيق فی تضحية ايام التشريق:ص:۷۷]۔

خلاصہ بحث:

امام بیہقی کی روایت کردہ یہ حدیث بالکل صحیح ومتصل ہے،اس صحیح ومتصل سند کے سامنے آنے کے بعد اب ایام تشریق کے ایام ذبح ہونے والی حدیث کی تصحیح کے لئے کسی بھی اور سند کی سرے سے ضرورت ہی نہیں ہے۔علامہ محمد رئیس ندوی رحمہ اللہ نے بھی کہا:

''سلیمان سے ابن جریج کی روایت کردہ زیر بحث حدیث نے حدیث مذکور کو مزید شواہد ومتابعات سے مستغنیٰ کردیا ہے''[غاية التحقيق فى تضحية ايام التشريق:ص:۸۹]۔

❁ دوسری حدیث:(حدیث جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ):

امام ابن حبان رحمہ اللہ (المتوفی:۳۵۴ھ) نے کہا:

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الصُّوفِيُّ بِبَغْدَادَ، حَدَّثَنَا أَبُو نَصْرٍ التَّمَّارُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْقُشَيْرِيُّ فِي شَوَّالٍ سَنَةَ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ وَمِئَتَيْنِ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:" كُلُّ عَرَفَاتٍ مَوْقِفٌ، وَارْفَعُوا عَنْ عُرَنَةَ، وَكُلُّ مُزْدَلِفَةَ مَوْقِفٌ، وَارْفَعُوا عَنْ مُحَسِّرٍ، فَكُلُّ فِجَاجِ مِنًى مَنْحَرٌ، وَفِي كُلِّ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ ذَبحٌ".

صحابی رسول جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پورا عرفات وقوف کی جگہ ہے اور عرنہ سے ہٹ کر وقوف کرو اور پورا مزدلفہ وقوف کی جگہ ہے اور وادی محسر سے ہٹ کر وقوف کرو اور منیٰ کا ہر راستہ قربانی کی جگہ ہے اور تشریق کے تمام دن ذبح کرنے کے دن ہیں[صحيح ابن حبان:۹/۱۶۶رقم: ۳۸۵٤]۔

یہ حدیث مرفوع متصل صحیح ہے امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے اس کی سند کے رجال کا مختصر تعارف ملاحظہ ہو:

عبد الرحمن بن ابی حسین النوفلی:

امام ابن حبان رحمہ اللہ (المتوفی: ٣٤٥ھ) نے انہیں ثقات میں ذکر کرتے ہوئے کہا:

عبد الرحمن بن أبی حسین والد عبد الله بن عبد الرحمن بن أبی حسین یروی عن جبیر بن مطعم روی عنه سلیمان بن موسی.

عبدالرحمٰن بن ابی حسین یہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی حسین کے والد ہیں یہ جبیر بن مطعم سے روایت کرتے ہیں ان سے سلیمان بن موسیٰ نے روایت کیا ہے[الثقات لابن حبان ت االعثمانیة:۱۰۹/۵]۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ کے ساتھ ساتھ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی اس راوی کو ثقہ کہا ہے کیونکہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حجة الجمهور حدیث جبیر بن مطعم رفعه فجاج منی منحر وفی کل أیام التشریق ذبح أخرجه أحمد لکن فی سنده انقطاع ووصله الدارقطنی ورجاله ثقات.

جمہور (یعنی چاردن قربانی کے قائلین) کی دلیل جبیر بن مطعم کی مرفوع حدیث ہے کہ: منیٰ کا ہر راستہ قربان گاہ ہے اورتشریق کے ہردن ذبح کے دن ہیں اسے امام احمد نے روایت کیا ہے لیکن اس کی سند میں انقطاع ہے لیکن امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اسے موصول بیان کیا ہے اوراس کے رجال ثقہ ہیں[فتح الباری لابن حجر: ۸/۱۰]۔

عرض ہے کہ فجاج منی منحر۔۔۔والی مکمل روایت جو موصول ہے اسے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے عبدالرحمٰن بن ابی حسین نے ہی روایت کیا ہے اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کے سارے رجال کو ثقہ کہا ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی حسین ابن حبان کی طرح حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے نزدیک بھی ثقہ ہیں لہٰذا یہ کہنا درست نہیں ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی حسین کی توثیق میں ابن حبان منفرد ہیں۔

اگر کوئی کہے کہ فجاج منی منحر۔۔۔والی موصول روایت کے رجال کو ثقہ کہنے کے بعد حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے دارقطنی کا حوالہ دیا ہے اورسنن دارقطنی میں یہ روایت موجودنہیں ہے بلکہ سنن دارقطنی میں ایک جو موصول روایت ہے اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن ابی حسین نہیں بلکہ اس کی جگہ نافع بن جبیر ہیں۔

توجواباً عرض ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی مراد یہ روایت قطعاً نہیں ہوسکتی اس کی دووجوہات ہیں:

اول:

نافع بن جبیر والی موصول روایت کے الفاظ فجاج منی منحر۔۔۔ والے الفاظ نہیں ہیں جبکہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے جس روایت کے رجال کو ثقہ کہا ہے اس میں فجاج منی منحر۔۔۔ کے الفاظ نقل کئے ہیں کما مضٰی۔

دوم:

نافع بن جبیر والی موصول روایت میں سوید بن عبدالعزیز موجود ہے اور یہ بہت ہی مشہور ومعروف ضعیف راوی ہے۔

بلکہ خود حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب تقریب میں اسے ضعیف قرار دیتے ہوئے کہا:

سوید بن عبد العزیز بن نمیر السلمی مولاهم الدمشقی وقیل أصله حمصی وقیل غیر ذلک ضعیف من کبار التاسعة مات سنة۱۹۴ ق. [تقریب التهذیب لابن حجر: رقم:۲۶۹۲]۔

صرف یہی نہیں کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے سوید کو ضعیف کہا ہے بلکہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی متعدد کتب میں سوید کی مرویات کو بھی ضعیف کہا ہے۔ مثلاً دیکھئے:[تلخیص الحبیر لابن حجر:۱۱۷/۳]۔

حتیٰ کہ اسی فتح الباری میں ہی ایک مقام پر کہا:

سوید ضعیف عندهم.

یعنی سوید محدثین کے نزدیک ضعیف ہے[فتح الباری لابن حجر: ۵۷۲/۱]۔

معلوم ہوا کہ سوید کے ضعیف ہونے پر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ پوری طرح آگاہ تھے لہٰذا یہ ناممکن ہے کہ آپ ایسی سند کے تمام رجال کو ثقہ بولیں جس میں سوید نامی مشہور ضعیف راوی ہو بالخصوص جبکہ اسی کتاب فتح الباری ہی میں اس راوی کو ضعیف قرار دے چکے ہوں۔

نیز دارقطنی نے عمرو بن دینار کے طریق سے بھی اسے موصول بیان کیا ہے لیکن یہ روایت بھی حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی مراد نہیں ہوسکتی کیونکہ یہاں بھی یہی دونوں وجوہات ہیں یعنی اس میں بھی فجاج منی منحر۔۔۔ والے الفاظ نہیں ہیں اسی طرح اس میں بھی ایک بہت ہی مشہور اور سخت ضعیف راوی احمد بن

عیسیٰ الخشاب موجود ہے۔خود حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کے بارے میں کہا: **أحمد بن عيسى التنيسي المصري ليس بالقوي.**[تقريب التهذيب لابن حجر:رقم: ٨٧]۔

ان دو وجوہات کی بنا پر یہ ناممکن ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے جس سند کے رجال کو ثقہ کہا ہے وہ نافع بن جبیر یا عمرو بن دینار والی سند ہے اور علامہ البانی رحمہ اللہ کا یہ کہنا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے امام بیہقی کی تقلید میں اس کے رجال کو ثقہ کہا ہے۔[الصحيحة: ٦٢٠/٥]۔ بے بنیاد ہے کیونکہ امام بیہقی نے صرف اور صرف موصول ہونے کی بات کہی ہے اور سند کے کسی بھی راوی کو سرے سے ثقہ کہا ہی نہیں ہے لہٰذا رجال کو ثقہ کہنے والی بات میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ امام بیہقی کی تقلید کیونکر کر سکتے ہیں۔

اب رہی بات یہ کہ پھر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے جس طریق کے رجال کو ثقہ کہہ کر دارقطنی کی طرف منسوب کیا ہے وہ تو دارقطنی کی کتاب میں موجود ہی نہیں۔

تو عرض ہے کہ یہاں پر دو باتیں ممکن ہیں۔

پہلی بات یہ کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے دارقطنی کی سنن کے بجائے کوئی ایسی کتاب مراد لی ہو جس تک ہماری رسائی نہیں۔

یا دوسری بات یہ ہوسکتی ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے سبقت قلمی میں دارقطنی لکھ دیا ہے اور اصل میں وہ ابن حبان لکھنا چاہتے ہوں کیونکہ صحیح ابن حبان میں فجاج منی منحر۔۔۔والی مکمل روایت موصولاً موجود ہے۔

اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی ایک دوسری کتاب میں کہا:

حديث (حب حم): ”كل عرفات موقف وارفعوا عن عرنة، وكل مزدلفة موقف وارفعوا عن محسر، وكل فجاج منى منحر، وكل أيام التشريق ذبح .“

حب في الثالث والأربعين من الثالث:أنا أحمد بن الحسن بن عبد الجبار، ثنا أبو نصر التمار، ثنا سعيد بن عبد العزيز، ثنا سليمان بن موسى، عن عبد الرحمن بن أبي حسين، عنه، به.رواه الإمام أحمد: عن أبي المغيرة وأبي اليمان، عن سعيد بن عبد العزيز، عن سليمان بن موسى، عنه، به.[إتحاف المهرة لابن حجر:٢٤/٤]۔

یہاں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے (حم) یعنی مسند احمد کی منقطع روایت نقل کیا اور اس کے ساتھ میں (حب) یعنی ابن حبان کی موصول روایت ذکر کی ہے۔ اس سے اشارہ ملتا ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ مسند احمد کی منقطع روایت کے ساتھ جس موصول روایت کو پیش نظر رکھتے تھے وہ ابن حبان والی موصول روایت ہی ہے۔

بہر حال معاملہ کچھ بھی ہو لیکن یہ بات متعین ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے جس موصول روایت کے رجال کو ثقہ کہا ہے اس میں عبدالرحمٰن بن ابی حسین موجود ہے۔

اس پوری تفصیل سے معلوم ہوا کہ عبدالرحمٰن بن ابی حسین کو ابن حبان کے ساتھ ساتھ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی ثقہ کہا ہے اور اس کے برخلاف ان سے متعلق جرح کا ایک حرف بھی منقول نہیں ہے، پس ثابت ہوا کہ عبدالرحمٰن بن ابی حسین ثقہ راوی ہیں۔

سلیمان بن موسیٰ القرشی:

آپ صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے رجال میں سے ہیں اس کے ساتھ ساتھ آپ بہت بڑے فقیہ اور امام ہیں، امام ذہبی رحمہ اللہ نے انہیں ''الامام الکبیر'' یعنی بہت بڑے امام اور ''مفتی دمشق'' کہا ہے۔[سیر أعلام النبلاء للذهبي:٥/٤٣٣]۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ (المتوفی:۲۳۰ھ) نے کہا:

كان ثقة.

یہ ثقہ تھے[الطبقات لابن سعد:٧/٣١٨]۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ (المتوفی:۳۶۵ھ) نے کہا:

وَهو عندى ثبت صدوق.

یہ میرے نزدیک ثبت اور صدوق ہیں[الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدي:٤/٢٦٢]۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ (المتوفی:۳۸۵ھ) نے کہا:

سليمان بن موسى ، من الثقات الحفاظ.

سلیمان موسیٰ حفاظ اور ثقہ لوگوں میں سے ہیں[علل الدارقطني:١٥/١٤]۔

اس کے علاوہ اور بھی متعدد محدثین نے انہیں ثقہ کہا ہے بعض سے معمولی جرح منقول ہے لیکن صریح اور واضح توثیق کے بالمقابل اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے مزید تفصیل کے لئے دیکھئے:[غاية التحقيق فی تضحية ايام التشريق :ص: ٤١ تا ٥٤ ،ازعلامہ ومحدث محمد رئیس ندوی رحمہ اللہ]۔

سعید بن عبد العزیز بن ابی یحییٰ التنوخی:

آپ مسلم اور سنن اربعہ کے راوی اور بہت بڑے امام ہیں۔حتیٰ کی امام احمد رحمہ اللہ نے ان کے اور امام اوزاعی کے بارے میں کہا:

هما عِنْدِی سَوَاء .

یہ دونوں میرے نزدیک برابر ہیں[العلل و معرفة الرجال لأحمد:٥٣/٣]۔

بلکہ ابوحاتم محمد بن ادریس الرازی،(المتوفی:۲۷۷ھ) نے کہا:

كان أبو مسهر يقدم سعيد بن عبد العزيز على الأوزاعی.

ابومسہر عبدالاعلیٰ غسانی (متوفی:۲۱۸ھ) انہیں امام اوزاعی پر مقدم کرتے تھے[الجرح والتعديل لابن أبی حاتم:٤٢/٤]۔

اور امام احمد رحمہ اللہ نے یہاں تک کہا:

لَيْسَ بِالشَّام رجل أصح حَدِيثا من سعيد بن عبد الْعَزِيز التنوخی.

شام میں سعید بن عبدالعزیز تنوخی سے زیادہ صحیح حدیث والا کوئی نہیں ہے[العلل و معرفة الرجال لأحمد:٥٣/٣]۔

امام حاکم رحمہ اللہ (المتوفی:۴۰۵ھ) نے کہا:

سعيد بن عبد العزيز التنوخی لاهل الشام كمالک بن انس فی التقدم والفضل والفقه والامانة.

سعید بن عبدالعزیز تنوخی اہل شام کے لئے فضل ومنزلت اور فقہ وامانت میں امام مالک کی طرح ہیں[سؤالات السجزی للحاكم:ص:٢٠٨]۔

اب جنہیں امام اوزاعی اور امام مالک کے مثل قرار دیا گیا ہے اور امام مسلم نے جن سے صحیح میں روایت

لی ھوان کے بارے میں مزید تفصیل پیش کرنے کی ضرورت نہیں حالانکہ اس زبردست تعدیل وتوثیق کے علاوہ بھی اور بھی کئی محدثین نے ان کی صریح توثیق کی ہے مثلاً:

۞ امام ابن معین رحمہ اللہ (المتوفی:۲۳۳ھ) نے کہا:

ثقة.

یہ ثقہ ہیں[الجرح والتعدیل لابن أبی حاتم:٤٣/٤ وسنده صحیح]۔

ان پر بعض معمولی جرح منقول ہے جس کی کوئی حیثیت نہیں۔

۞ عبد الملک بن عبد العزیز القشیری النسائی:

آپ مسلم اور نسائی کے راوی ہیں، آپ بالاتفاق ثقہ فاضل ہیں کسی بھی محدث نے آپ پر جرح نہیں کی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ آپ کے بارے میں محدثین کے اقوال کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں: ثقة عابد

آپ ثقہ عابد ہیں[تقریب التهذیب لابن حجر:رقم:٤١٩٤]۔

۞ احمد بن الحسن بن عبد الجبار البغدادی:

آپ صحیح ابن حبان وغیرہ کے رجال میں سے ہیں اور بالاتفاق ثقہ ہیں کسی بھی محدث نے آپ پر کوئی جرح نہیں کی ہے اور کئی ایک محدث نے آپ کو صراحۃً ثقہ کہا ہے مثلاً:

۞ امام حاکم رحمہ اللہ (المتوفی ۴۰۵ھ) نے کہا:

ثقة.

یہ ثقہ ہیں[سؤالات السجزی للحاکم:ص:١٣٤]۔

۞ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (المتوفی:۴۶۳ھ) نے کہا:

كان ثقة.

آپ ثقہ تھے[تاریخ بغداد، مطبعة السعادة:٨٢/٤]۔

حدیث مذکور کی سند پر حافظ زبیر علی زئی کے اعتراضات اوراس کے جوابات:

حافظ زبیر علی زئی نے اس حدیث کی سند پر دواعتراضات کیا ہے:

اول: عبدالرحمٰن بن ابی حسین کی توثیق ابن حبان کے علاوہ کسی اور سے ثابت نہیں لہٰذا یہ راوی مجہول الحال ہے۔

دوم: حافظ البزار نے کہا: وَابْنُ أَبِي حُسَيْنٍ لَمْ يَلْقَ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ

اور (عبدالرحمٰن) ابن ابی حسین کی جبیر بن مطعم سے ملاقات نہیں ہوئی۔(البحر الزخار: ۳۶۴/۸ ح ۳۴۴۴)۔۔۔دیکھئے [فتاوی علمیہ ج ۲ ص ۱۷۸]۔

عرض ہے کہ جہاں تک پہلے اعتراض کی بات ہے یعنی یہ کہ عبدالرحمٰن بن ابی سعید کو ابن حبان کے علاوہ کسی نے ثقہ نہیں کہا ہے تو یہ بات غلط ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ابن حبان کے ساتھ ساتھ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی ان کی توثیق کی ہے گذشتہ سطور میں پوری تفصیل پیش کی جا چکی ہے۔

رہا دوسرا اعتراض کہ امام بزار نے عبدالرحمٰن بن ابی حسین اور جبیر بن مطعم کے مابین انقطاع کا دعویٰ کیا ہے تو عرض ہے کہ امام بزار کے اس دعویٰ کی کوئی حیثیت نہیں کیونکہ ابن حبان رحمہ اللہ نے صحیح ابن حبان میں اس سند کو صحیح کہا ہے جو اس بات کو مستلزم ہے کہ ابن حبان کے نزدیک یہ سند متصل ہے جیسا کہ ابن حبان نے صحیح ابن حبان کے مقدمہ میں صراحت کردی ہے۔

یہ عام فہم بات ہے کہ جس طرح ناقد محدث کسی سند کو صحیح کہے تو اس کی تصحیح میں سند کے رجال کی توثیق ہوتی ہے ٹھیک اسی طرح اس کی تصحیح میں سند کے اتصال اور عدم انقطاع کا بھی حکم ہوتا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (المتوفی: ۸۵۲ھ) ایک مقام پر فرماتے ہیں:

وقال: (يعني الدارقطني) هذه كلها مراسيل، ابن بريدة لم يسمع من عائشة. قلت: صحح له الترمذي حديثه عن عائشة في القول ليلة القدر، من رواية: جعفر بن سليمان، بهذا الإسناد، ومقتضى ذلك أن يكون سمع منها، ولم أقف على قول أحد

وصفه بالتدليس.

دارقطنی نے کہا یہ سب مرسل ہیں ابن بریدہ نے اماں عائشہ رضی اللہ عنہا سے نہیں سنا، میں (حافظ ابن حجر) کہتا ہوں کہ: امام ترمذی نے دعائے لیلۃ القدر کی بابت اماں عائشہ رضی اللہ عنہا سے ابن بریدہ کی روایت کردہ حدیث کو صحیح کہا ہے یہ روایت اسی سند سے جعفر بن سلیمان سے مروی ہے۔ اوراس کا تقاضہ ہے کہ ابن بریدہ نے اماں عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا ہے اور میں کسی کا قول نہیں جانتا جس نے ابن بریدہ کو مدلس کہا ہو[إتحاف المهرة لابن حجر:۔ ۵/۱۷]۔

عرض ہے کہ اگر امام ترمذی رحمہ اللہ کی ''تصحیح'' سماع کے ثبوت پر دال ہے تو امام ابن حبان رحمہ اللہ کی ''تصحیح'' بدرجہ اولیٰ سماع پر دلالت کرے گی۔

یادرہے کہ امام حبان رحمہ اللہ جرح وتعدیل کے زبردست امام ہیں، صرف اورصرف مجاہیل کی توثیق سے متعلق انہیں متساہل کہا گیا ہے لیکن اتصال وانقطاع کے فیصلہ میں وہ قطعاً متساہل نہیں بلکہ ایسے معاملات میں وہ متشدد ہیں۔

اس کے برخلاف امام بزاراس پائے کے امام نہیں ہیں بلکہ کئی ایک محدث نے ان پر جرح کررکھی ہے بلکہ خود حافظ زبیر علی زئی نے بھی بزار کو ایک جگہ متکلم فیہ بتلایا ہے۔

عرض ہے کہ جب یہ صورت حال ہے کہ امام بزار متکلم فیہ کا موقف ابن حبان زبردست ثقہ امام کے موقف سے ٹکرار ہاہے، تو ظاہر ہے کہ اس صورت میں ابن حبان ہی کے موقف کو ترجیح دی جائے گی۔

علاوہ بریں جبیر بن مطعم کی اس حدیث کے کئی طرق ہیں اگر یہ فرض بھی کرلیا جائے کہ اس کے سارے طرق ضعیف ہیں تو بھی یہ تمام طرق ایک دوسرے کے ساتھ تقویت پاکر حسن لغیرہ ہرحال میں بن جائیں گے بلکہ شواہد کے پیش نظر صحیح قرار پائیں گے۔

ذیل میں ہم حدیث جبیر بن مطعم کے دیگر طرق پیش کرتے ہیں:

❁ طریق نافع بن جبیر:

امام دارقطنی رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۸۵ھ) نے کہا:

حدثنا يحيى بن محمد بن صاعد نا أحمد بن منصور بن سيار نا محمد بن بكير

الحضرمی نا سوید بن عبد العزیز عن سعید بن عبد العزیز التنوخی عن سلیمان بن موسی عن نافع بن جبیر بن مطعم عن أبیه أن رسول الله صلی الله علیه و سلم قال: أیام التشریق کلها ذبح.[سنن الدارقطنی:۔۲۸۴/٤]۔

❁ طریق عمرو بن دینار:

امام دارقطنی رحمہ اللہ (المتوفی:۳۸۵ھ) نے کہا:

حدثنا أبو بکر النیسابوری نا أحمد بن عیسی الخشاب نا عمرو بن أبی سلمة نا أبو معید عن سلیمان بن موسی أن عمرو بن دینار حدثه عن جبیر بن مطعم أن رسول الله صلی الله علیه و سلم قال: کل أیام التشریق ذبح.[سنن الدارقطنی:۔۲۸۴/٤]۔

❁ طریق سلیمان بن موسیٰ:

امام دارقطنی رحمہ اللہ (المتوفی:۳۸۵) نے کہا:

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ ، وَقَالَ: كُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ ذَبْحٌ.[مسند أحمد ط المیمنیة:٤/۸۲]۔

عبدالرحمٰن بن ابی حسین کے طریق سمیت حدیث جبیر بن مطعم کے یہ کل چار طرق ہیں ،ہم نے حدیث جبیر بن مطعم کے دیگر تین طرق کو اختصار کے ساتھ محض پیش کرنے پر اکتفا کیا ہے اس کی سندوں پر تفصیلی بحث کے لئے شائقین محدث کبیر علامہ محمد رئیس ندوی کی دو کتابیں ''غایۃ التحقیق فی تضحیۃ ایام التشریق'' اور ''قصہ ایام قربانی کا'' دیکھیں۔

ان متعدد طرق کی بنیاد پر بہت سارے اہل علم نے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو صحیح یا حسن قرار دیا ہے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے تعدد طرق کی بنا پر اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیں:[زاد المعاد:

کے رجال کو

ثقہ کہا ہے کما مضیٰ یاد رہے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اگر فتح الباری میں کوئی روایت نقل کر کے اس کی تضعیف نہ کریں تو وہ روایت ان کی نظر میں صحیح یا کم از کم حسن ہوتی ہے۔

علامہ البانی رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔دیکھئے:[التعليقات الحسان على صحيح ابن حبان للالبانی:۔٦١/٦،و الصحيحة:۔٦٢١/٥تحت الرقم:٢٤٧٦]۔

اسی طرح شعیب ارنؤوط اوران کے رفقاء نے بھی اس حدیث کو تعدد طرق کی بناپر صحیح کہا ہے۔مثلاً دیکھئے:[مسند أحمد ط الرسالة:۔٣١٦/٢٧رقم:١٦٧٥١]۔

شیخ احمد الغماری نے بھی اس حدیث کو تعدد طرق کے پیش نظر صحیح کہا ہے۔دیکھئے:[الهداية فی تخريج أحاديث البداية:۔٤٠٣/٥۔٤٠٤]۔

اسی طرح علامہ عبیداللہ مبارکپوری رحمہ اللہ نے بھی تعدد طرق سے اسے صحیح کہا ہے۔دیکھئے:[مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح:۔١٠٨/٥]۔

اسی طرح معاصرین میں بہت سارے اہل علم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

☆لطیفہ:

ابن الترکمانی حنفی اوربعض نے انتہائی لاپرواہی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ کہہ دیا کہ اس کی سند میں اضطراب ہے یعنی سلیمان بن موسیٰ نے الگ الگ دفعہ اپنے الگ الگ استاذوں سے یہ حدیث نقل کی ہے۔

عرض ہے سند میں اس طرح کے اختلاف کو اضطراب نہیں تعدد طرق کہتے ہیں دریں صورت یہ چیز حدیث کے لئے تقویت کا باعث ہے۔

یہ بہت بڑی بھول ہے کہ جو چیز صحت حدیث پر دلالت کرتی ہو اسی کو تضعیف کی دلیل سمجھ لیا جائے۔

یاد رہے کہ یہ نظریہ درست نہیں کہ ہر جگہ ضعیف حدیث دوسری ضعیف حدیث سے مل کر حسن لغیرہ ہوجاتی ہے۔لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ موقف کہ ضعیف حدیث ضعیف سے مل کر کسی بھی صورت میں حسن لغیرہ یا مقبول وحجت نہیں ہوتی ہے، باطل ومردود ہے بلکہ عصر حاضر کی بدعت ہے چودہ سوسالہ دور میں کسی ایک بھی لم قف نہیں کیا بلکہ بھی فظ زبیر علی زئی کے علاوہ

علم حدیث سے دلچسپی رکھنے والے کسی بھی عالم کے بارے میں ہمیں نہیں معلوم کہ اس نے علی الاطلاق اس طرح کی بات کہی ہو۔

دکتور خالد الدریس اور عمرو عبدالمنعم سلیم وغیرہ نے اس موضوع پر کتابیں لکھی ہیں مگر انہوں نے بھی یہ موقف نہیں اپنایا ہے کہ کسی بھی صورت میں ضعیف دوسری ضعیف سے مل کر تقویت نہیں پاسکتی یا مقبول وحجت نہیں ہوسکتی۔ لہذا حسن لغیرہ کو علی الاطلاق رد کردینے والا نظریہ حافظ زبیر علی زئی کا تفرد ہے۔

❁ تیسری اور چوتھی حدیث: (حدیث ابی ہریرہ وابی سعید رضی اللہ عنہما)

امام بیہقی رحمہ اللہ (المتوفی ۴۵۸) نے کہا:

أخبرنا أبو سعد المالينى ,أنبأ أبو أحمد بن عدى الحافظ ,أنبأ عبد الله بن محمد بن مسلم ,ثنا دحيم ,ثنا محمد بن شعيب ,ثنا معاوية بن يحيى عن الزهرى، عن سعيد بن المسيب، مرة عن أبى سعيد ومرة عن أبى هريرة رضى الله عنهما عن النبى صلى الله عليه وسلم: أيام التشريق كلها ذبح .

دوصحابہ ابوسعید خدری اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما اللہ کے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تشریق کے سارے دن ذبح کے دن ہیں [السنن الكبرى للبيهقى: ۴۹۹/۹]۔

یہ حدیث بالکل صحیح اور اس کی سند بھی متصل ہے اس کے رجال کا مختصر تعارف ملاحظہ ہو:

❁ سعید بن المسیب القرشی:

آپ بخاری ومسلم اور کتب ستہ کے بہت ہی مشہور ثقہ راوی اور بہت بڑے امام ہیں آپ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔

❁ محمد بن شهاب الزهری:

آپ بھی بخاری ومسلم اور کتب کے ستہ بہت ہی مشہور ثقہ راوی اور بہت بڑے امام ہیں آپ کسی

تعارف کے محتاج نہیں۔آپ پر تدلیس کا الزام باطل ہے اس کا کوئی ٹھوس ثبوت موجود نہیں ہے نیز بعض نے انہیں مدلس ماننے کے باوجود بھی ان کی تدلیس کی قلت کے پیش نظر ان کے عنعنہ کو مقبول قرار دیا ہے۔

معاوية بن يحيى الصدفي:

آپ ترمذی اور ابن ماجہ کے رجال میں سے ہیں آپ کو بے شک محدثین نے ضعیف کہا ہے لیکن آپ علی الاطلاق ضعیف نہیں بلکہ آپ ان روایات میں ضعیف ہیں جنہیں آپ نے غیر شام میں بیان کیا ہے لیکن جن روایات کو آپ نے شام میں بیان کیا ہے ان میں آپ ثقہ ہیں جیسا کہ اہل فن نے صراحت کی ہے چنانچہ:

امام ابن حبان رحمہ اللہ (المتوفی ۳۵۴) نے کہا:

فجاء رِوَايَة الرازين عَنهُ إِسْحَاق بن سُلَيْمَان وَذَوِيهِ كَأَنَّهَا مَقْلُوبَة وَفِي رِوَايَة الشاميين عِنْد الهقل بن زِيَاد وَغَيره أَشْيَاء مُسْتَقِيمَة تشبه حَدِيث الثِّقَات

معاویہ کے رازی تلامذہ مثلا سلیمان اور ان کے رفقاء نے معاویہ سے جو نقل کیا ہے وہ مقلوب معلوم ہوتا ہے اور اور ان کے شامی تلامذہ ہقل بن زیاد وغیرہ نے ان سے ایسی باتیں نقل کی ہیں جو درست اور ثقہ کی احادیث کے موافق ہیں[المجروحين لابن حبان:۳/۳]۔

امام أبو زرعۃ الرازی رحمہ اللہ (المتوفی ۲۶۴) نے کہا:

ليس بقوى أحاديثه كلها مقلوبة ما حدث بالرى والذى حدث بالشام أحسن حالا

یہ قوی نہیں ہیں ان کی وہ تمام احادیث مقلوب ہیں جو انہوں نے ''رے'' میں بیان کیا ہے اور جن احادیث کو انہوں نے ''شام'' میں بیان کیا ہے ان کی حالت بہتر ہے[الجرح والتعديل لابن أبى حاتم:۳۸۳/۸]۔

اس بابت بہت ہی عمدہ اور مفصل بحث کے لئے دیکھئے: غایۃ التحقیق فی تضحیۃ ایام التشریق ص ۲۱ تا ۳۶/ از علامہ محمد رئیس ندوی رحمہ اللہ۔

بعض اہل علم غالبا یہ فرق پیش نظر نہ رکھ سکے جس کے سبب انہوں نے اس سند کو ضعیف کہہ دیا اور امام ابوحاتم نے تو اس سند کو موضوع تک کہہ دیا جو حد درجہ مبالغہ اور غلو ہے اسی لئے علامہ البانی فرماتے :

قلت: وهذا من حديثه بالشام، فقد رواه عنه محمد بن شعيب، وهو ابن شابور الدمشقى، ولذلك فقد غلا أبو حاتم حين قال كما رواه ابنه فى العلل (۳۸/۲) هذا حديث موضوع عندى، والصواب عندى أنه لا ينزل عن درجة الحسن بالشواهد التى قبله، ولاسيما وقد قال به جمع من الصحابة كما فى "شرح مسلم" للنووى، والمجموع له (۸/۳۹۰)۔

میں (البانی) کہتا ہوں کہ یہ حدیث معاویہ کی شام میں بیان کردہ احادیث میں سے ہے کیونکہ اسے ان سے محمد بن شعیب نے روایت کیا ہے اور یہ شابور دمشقی کے بیٹے ہیں، بنابریں ابوحاتم نے یہ کہہ کر غلو کیا ہے جیسا کہ ان کے بیٹے نے علل ج۲ص۳۸ پر نقل کیا کہ انہوں نے کہا : یہ حدیث میرے نزیک موضوع ہے۔جبکہ صحیح بات یہ ہے کہ میرے نزدیک یہ حدیث ماقبل میں میں مذکور شواہد کے پیش نظر حسن درجہ سے کم نہیں ہے۔ بالخصوص جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے اسی کے موافق فتوی دیا ہے جیسا کہ شرح مسلم للنووی اور مجموع للنوی (۸/۳۹۰) میں ہے[سلسلة الأحاديث الصحيحة:٥/٦٢١]۔

❁ محمد بن شعيب القرشي:

آپ سنن اربعہ کے راوی اور بالاتفاق ثقہ ہیں۔

❁ امام عجلی رحمہ اللہ (المتوفی ۲۶۱) نے کہا:

شامي، ثقة

آپ ثقہ شامی ہیں[تاريخ الثقات للعجلى:ص٤٠٥]۔

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ (المتوفی ۴۵۸) نے کہا:

ثقة

آپ ثقہ ہیں[المدخل للبيهقى ص٣٤٤]۔

❁ تحریر التقریب کی مؤلفین (دکتور بشار عواد اور شعیب ارنؤوط) نے کہا:

ثقة ، ولا نعلم فيه جرحا معتبرا

آپ ثقہ ہیں ہم آپ کے سلسلے میں کوئی معتبر جرح نہیں جانتے[تحرير التقريب:رقم٥٩٥٨]۔

عبد الرحمن بن إبراهيم دحيم:

آپ بخاری ابوداؤد،نسائی اورابن ماجہ کے رجال میں سے ہیں اور بہت بڑے ثقہ متقن امام ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (المتوفی ۸۵۲) نے آپ کے بارے میں محدثین کے اقوال کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے کہا: **ثقة حافظ متقن** ، آپ ثقہ،حافظ اور متقن ہیں[تقريب التهذيب لابن حجر:رقم ۳۷۹۳]۔

جعفر بن أحمد الدمشقي:

آپ امام طبرانی کے شیوخ میں سے ہیں، کسی بھی محدث نے ان پر کوئی جرح نہیں کی ہے بلکہ امام دارقطنی جیسے جلیل القدر محدث نے انہیں ثقہ کہا ہے، چنانچہ:

امام دارقطنی (المتوفی ۳۸۵) کے شاگرد حمزۃ بن یوسف السہمی نے کہا:

سألته عن جعفر بن أحمد بن عاصم أبى محمد البزار بدمشق فقال ثقة

میں نے امام دارقطنی سے جعفر بن احمد بن عاصم ابی محمد البزاز دمشقی کے بارے میں پوچھا تو امام دارقطنی رحمہ اللہ نے کہا : یہ ثقہ ہیں[سؤالات حمزة للدارقطني:ص ۱۹۱]۔

امام ہیثمی رحمہ اللہ (المتوفی ۸۰۷) نے بھی انہیں ثقہ کہا دیکھئے:[مجمع الزوائد ۲۱/۵ رقم ۷۸۹۹]۔

عبد الله بن عدى الجرجاني:

آپ بہت بڑے محدث ناقد امام اور الکامل فی ضعفاء الرجال کے مصنف ہیں آپ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔

أبو سعد احمد بن محمد الماليني:

آپ بھی بہت بڑے محدث اور بڑے ثقہ امام ہیں۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (المتوفی ۴۶۳) نے کہا:

كان ثقة صدوقا متقنا

آپ ثقہ وصدوق اور متقن تھے[تاريخ بغداد للخطيب .بشار ۲٤/٦]۔

امام ابن الجوزی رحمہ اللہ (المتوفی ۵۹۷) نے کہا:

كان ثقة

آپ ثقہ تھے[المنتظم لابن الجوزی:۱۵/۱٤٦]۔

اس پوری تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث بالکل صحیح ہے، والحمدللہ۔

فصل سوم

چاردن قربانی کی مشروعیت پر اقوال صحابہ

صحابہ کرام میں متعدد صحابہ کرام سے چاردن قربانی کے اقوال منقول ہیں ہماری رسائل ان اقوال کے اصل مراجع تک نہیں ہوسکی لیکن متعدد اہل علم نے ان صحابہ کی طرف بالجزم چاردن قربانی کا قول منسوب کیا ہے ممکن ہے ان اقوال کی صحیح سندیں ایسی کتب میں ہوں جن تک ہماری رسائی نہ ہو یا جو مفقود ہو چکی ہوں، یادرہے کہ اللہ تعالی نے صرف کتاب وسنت کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے نہ کہ امتیوں کے اقوال کی بھی اس لئے امتیوں کے اقوال کی صحیح سندوں کا مفقود ہوجانا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لان الله تعالى لم يتعهد لنا بحفظ اسماء كل من عمل بنص ما من كتاب او سنة ونما تعهد بحفظهما فقط كما قال :(نَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَنَّا لَهُ لَحَافِظُون) فوجب العمل بالنص سوء ا علمنا من قال به او لم نعلم

اللہ تعالی نے اس بات کی ضمانت نہیں لی ہے کہ کتاب وسنت پر عمل کرنے والے جملہ حضرات کے اسماء کی حفاظت کرے گا ، بلکہ اس نے صرف ،کتاب وسنت کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے جیسا کہ فرمایا: (ذکرکو ہم نے ہی نازل کیا ہے اورہم ہی اس کی حفاظت کریں گے) پس کسی بھی ثابت شدہ نص پرعمل کرنا واجب ہوگا ،خواہ اس کے قائلین یا اس پرعمل کرنے والوں کے نام معلوم ہوں یا نہ ہوں[آداب الزفاف فی السنة المطهرة: ص۲٦٧]۔

عام طور سے فقہاء اس نوعیت کے اقوال سے حجت پکڑتے ہیں اس لئے ہم ایسے اقوال کی فہرست پیش کرتے ہیں:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین میں درج ذیل حضرات سے چار دن قربانی کے اقوال مروی ہیں، تفصیل ملاحظہ ہو:

(۱) مفسر قرآن عبد الله بن عباس رضی اللہ عنہ :

امام بیہقی رحمہ اللہ (المتوفی ۴۵۸) نے کہا:

أخبرنا أبو حامد أحمد بن على الحافظ ,أنبأ زاهر بن أحمد، ثنا أبو بكر بن زياد النيسابورى، ثنا محمد بن يحيى، ثنا أبو داود، عن طلحة بن عمرو الحضرمى، عن عطاء ، عن ابن عباس رضى الله عنهما قال :الأضحى ثلاثة أيام بعد يوم النحر

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قربانی یوم النحر (۱۰ ذی الحجہ) کے بعد تین دن (۱۱،۱۲،۱۳ ذی الحجہ کے دن) ہیں۔(یعنی یوم النحر عید کے دن کولیکر کل چار دن قربانی کے ہیں) [السنن الكبرى للبيهقى:۹/۴۹۹]۔

اس کی سند ضعیف ہے لیکن اسی مفہوم کی بات ابن عباس رضی اللہ عنہ سے متعدد سندوں سے منقول ہے جس سے اس روایت کی تائید ہوتی ہے، چنانچہ:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (المتوفی ۸۵۲) نے کہا:

وقد روى بن أبى شيبة من وجه آخر عن بن عباس أن المعلومات يوم النحر و ثلاثة أيام بعده ورجح الطحاوى هذا لقوله تعالى ويذكروا اسم الله فى أيام معلومات على ما رزقهم من بهيمة الأنعام فإنه مشعر بأن المراد أيام النحر انتهى

امام ابن شیبہ نے ایک دوسری سند سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ(اللہ تعالی نے جن معلوم دنوں میں قربانی کا حکم دیا ہے)ان معلوم دنوں سے مراد یوم النحر (۱۰ ذی الحجہ) کے بعد تین دن (۱۱،۱۲،۱۳ ذی الحجہ کے دن) ہیں۔اور اسے امام طحاوی نے اس لئے راجح قرار دیا ہے کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے ’’اور جو چوپائے اللہ تعالی نے ان کے دیئے ہیں معلوم دنوں میں ان پر اللہ کا نام ذکر کریں‘‘ اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں قربانی کے دن مراد ہیں [فتح

الباری لابن حجر:۲/۴۵۸]۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں ابن ابی شیبہ کی کتاب سے مذکورہ بالا روایت نقل کی ہے اوراس کی تضعیف نہیں کی ہے جس سے اس بات کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی نظر میں یہ سند صحیح ہے کیونکہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری کے مقدمہ میں صراحت کردی ہے کہ وہ اس کتاب میں بطور شرح جو روایات درج کریں گے اوران پر کلام نہیں کریں گے وہ ان کے نزدیک صحیح یا حسن ہوں گی۔

امام سیوطی رحمہ اللہ (المتوفی ۹۱۱) نے کہا:

وأخرج عبد بن حميد وابن المنذر وابن أبى حاتم عن ابن عباس رضى الله عنهما قال: الأيام المعلومات: يوم النحر وثلاثة أيام بعده

عبد بن حمید، ابن المنذر اور بن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ (اللہ تعالی نے جن معلوم دنوں میں قربانی کا حکم دیا ہے) ان معلوم دنوں سے مراد یوم النحر (۱۰ ذی الحجہ) کے بعد تین دن (۱۱،۱۲،۱۳ ذی الحجہ کے دن) ہیں۔[الدر المنثور:۶/۳۷]۔

لیکن ان تینوں سندوں تک ہماری رسائی نہیں ہوسکی کیونکہ عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم کی دستیاب کتب میں یہ روایات موجود ہیں۔

تاہم اس کثرت طرق کی بنیاد پر یہی ظن غالب آتا ہے کہ چاردن قربانی کی کوئی نہ کوئی اصل عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ضرور ہے۔اسی لئے اہل علم نے بالجزم عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو چاردن قربانی کا قائل بتلایا ہے کما سیاتی۔

بعض لوگ تنویر المقیاس کو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ہی کی تفسیر مانتے ہیں اوراس سے حجت پکڑتے ہیں (جو درست نہیں) اس میں بھی ہے کہ:

﴿فِى أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ﴾معروفات أَيَّام التَّشْرِيق ﴿على مَا رَزَقَهُمْ مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَام﴾ على ذَبِيحَة الْأَنْعَام

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (اللہ تعالی نے جن معلوم دنوں میں قربانی کا حکم دیا ہے) ان

معلوم دنوں سے مراد ایام تشریق یعنی (۱۱،۱۲،۱۳ ذی الحجہ کے دن) ہیں، ان دنوں میں اللہ کے عطاء کردہ چوپایوں یعنی قربانی کے جانوروں کو ذبح کرتے وقت ان پر اللہ کا نام لو۔[تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس:ص:۲۷۹]۔

(۲)خلیفہ راشد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ :

صاحب کنز العمال نے کہا:

عن علی قال: الأیام المعلومات یوم النحر وثلاثة أیام بعده (ابن المنذر)

امام ابن المنذر نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ(اللہ تعالی نے جن معلوم دنوں میں قربانی کا حکم دیا ہے) ان معلوم دنوں سے مراد یوم النحر (۱۰ ذی الحجہ) اوراس کے بعد تین دن (۱۱،۱۲،۱۳/ذی الحجہ کے دن) ہیں۔(اسے ابن المنذر نے روایت کیا ہے)[کنز العمال:۴۵۲۸]۔

نیز دیکھئے[زاد المعاد :۲۹۱/۲]۔مزید دیکھیں اسی کتاب کا صفحہ:۴۴۔

(۳)صحابی رسول جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ :

امام نووی رحمہ اللہ (المتوفی ۶۷۶) نے کہا:

وَأَمَّا آخِرُ وَقْتِ التَّضْحِيَةِ فَقَالَ الشَّافِعِيُّ تَجُوزُ فِي يَوْمِ النَّحْرِ وَأَيَّامِ التَّشْرِيقِ الثَّلَاثَةِ بَعْدَهُ وَمِمَّنْ قَالَ بِهَذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طالب وجبير بن مطعم وبن عَبَّاسٍ

امام نوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جہاں تک قربانی کے آخری وقت کا مسئلہ ہے تو اس سلسلے میں امام شافعی کہتے ہیں کہ یوم الاضحیٰ اوراس کے بعد تشریق کے تینوں دنوں میں قربانی جائز ہے۔اور یہی بات علی بن ابی طالب، جبیر بن مطعم اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے بھی کہی ہے[شرح مسلم : ۱۱۱/۱۳]۔

واضح رہے کہ جبیر بن مطعم سے مروی کئی احادیث میں ہے کہ "ایام تشریق قربانی کے دن ہیں" اسی بنا پر بعید نہیں کہ جبیر بن مطعم اپنی روایت کردہ احادیث کے مطابق چاردن قربانی کے قائل ہوں۔

(٤) صحابی رسول اللہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ :

امام ابن کثیر رحمہ اللہ (المتوفی ۷۷۴ھ) نے کہا:

قال الحكم، عن مِقْسَم، عن ابن عباس: الأيام المعلومات: يوم النحر وثلاثة أيام بعده، ويروى هذا عن ابن عمر، وإبراهيم النَّخعي، وإليه ذهب أحمد بن حنبل في رواية عنه.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایام معلومات (قربانی کے معلوم دن) یوم النحر اور اس کے بعد کے تین دن ہیں اور یہی بات عبداللہ بن عمر اور ابراھیم نخعی سے بھی مروی ہے اور ایک روایت کے مطابق یہی قوم امام احمد بن حنبل کا بھی ہے۔[تفسير ابن كثير / دار طيبة: ٤١٦/٥]۔

فصل چہارم

چار دن قربانی پر قیاس صحیح

استاذ محترم ڈاکٹر محمد مفصل مدنی حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

''قرآن وسنت کے علاوہ قیاس بھی پورے ''ایام تشریق'' کے ایام قربانی ہونے پر دلالت کرتا ہے، چنانچہ علامہ ابن القیم زاد المعاد (۲/۲۹۱) میں اس امر کی عقلی توجیہ بایں الفاظ میں فرماتے ہیں:

وَلِأَنَّ الثَّلَاثَةَ تَخْتَصُّ بِكَوْنِهَا أَيَّامَ مِنًى، وَأَيَّامَ الرَّمْيِ وَأَيَّامَ التَّشْرِيقِ، وَيَحْرُمُ صِيَامُهَا، فَهِيَ إِخْوَةٌ فِي هَذِهِ الْأَحْكَامِ فَكَيْفَ تَفْتَرِقُ فِي جَوَازِ الذَّبْحِ بِغَيْرِ نَصٍّ وَلَا إِجْمَاعٍ . وَرُوِيَ مِنْ وَجْهَيْنِ مُخْتَلِفَيْنِ يَشُدُّ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: كُلُّ مِنًى مَنْحَرٌ، وَكُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ ذَبْحٌ

''یعنی بے شک ایام تشریق قربانی کے دن ہیں کیونکہ یہ مخصوص ہیں منی کے دن ہونے میں رمی کے دن ہونے میں اور ان دنوں کا روزہ حرام ہے، پس جب یہ تینوں دن ان تمام احکام میں برابر ہیں تو پھر قربانی کے حکم میں کیسے الگ ہو جائیں گے۔ (کہ کسی دن قربانی جائز ہو اور کسی دن نا جائز) جبکہ الگ ہونے پر نہ کوئی نص شرعی پایا جاتا ہے اور نہ ہی اجماع امت، بلکہ اس کے برعکس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد

روایات آئی ہیں جن سے پورے ایام تشریق میں قربانی کرنے کا ثبوت ملتا ہے“۔[مجله "التوعیه "نئی دهلی ستمبر ۱۹۹۱ ص۳٦]۔

فصل پنجم
چاردن قربانی کی مشروعیت پر دلالت لغت

استاذ محترم ڈاکٹر محمد مفضل مدنی حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

”مذکورہ دلائل کے علاوہ ”ایام تشریق“ کی وجہ تسمیہ بھی ۱۳/ذی الحجہ کی قربانی کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔چنانچہ علامہ ابن حجر فتح الباری (۲۴۲/۴) میں اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

وَسُمِّيَتْ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ لِأَنَّ لُحُومَ الْأَضَاحِيِّ تُشَرَّقُ فِيهَا أَىْ تُنْشَرُ فِي الشَّمْسِ وَقِيلَ لِأَنَّ الْهَدْىَ لَا يُنْحَرُ حَتَّى تُشْرِقَ الشَّمْسُ

"یعنی ان تینوں دنوں کو (۱۱،۱۲،۱۳) ایام تشریق اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان دنوں میں قربانی کے گوشت کو دھوپ میں سوکھنے کے لئے پھیلایا جاتا ہے۔ نیز اس سلسلے میں یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ چونکہ قربانی کے جانور سورج چمکنے سے پہلے ذبح نہیں کئے جاتے“[مجله ” التوعیه“نئی دهلی ستمبر ۱۹۹۱ ص۳٦]۔

مولانا انعام اللہ صاحب قاسمی لکھتے ہیں:

”اس قول۔یعنی وجہ تسمیہ۔کے بموجب ایام تشریق کا اطلاق جتنے دنوں پر بھی ہوگا اس کا تعلق ذبیحہ اور قربانی سے ہوگا۔کیونکہ کوئی ایسا دن جس میں قربانی جائز نہ ہو تشریق کا دن نہیں کہا جاسکتا لہذا جب یوم النحر کے بعد تین دنوں کو باجماع امت تشریق کہا گیا تو قربانی بھی یوم النحر کے بعد تین دنوں تک جائز ہوگی

[ایام قربانی:ص ۲۲]۔

باب دوم
چاردن قربانی سے متعلق اقوال تابعین وائمہ ومحدثین

فصل اول
چاردن قربانی سے متعلق اقوال تابعین

تابعین میں سے درج ذیل جلیل القدر تابعین چاردن قربانی کے قائل تھے۔

امام اهل مکہ عطاء بن رباح رحمہ اللہ۔

امام طحاوی رحمہ اللہ (المتوفی ۳۲۱) نے کہا:

وَكَمَا قَدْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ، أَنَّ الْحَسَنَ، وَعَطَاءً، قَالَا: إِلَى آخِرِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ

امام حسن اورامام عطاء رحمہ اللہ نے کہا کہ: قربانی ایام تشرق کے آخری دن تک یعنی عید سے لیکر چاردن تک ہے[أحكام القرآن للطحاوى :۲۰۶/۲ واخرجه ايضا البيهقى فى السنن الكبرى ۴۹۹/۹ من طريق حماد به واسناده صحيح]۔

امام اهل بصرہ حسن بصری رحمہ اللہ۔

امام أبوعبداللہ المحاملی (المتوفی ۳۳۰) نے کہا:

حدثنا محمود، حدثنا هشيم، حدثنا يونس، عن الحسن أنه كان يقول :يضحى أيام التشريق كلها

حسن بصری رحمہ اللہ کہتے تھے تشریق کے تمام دنوں میں یعنی عیدالاضحیٰ سمیت چاروں دنوں ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳ میں قربانی کی جائے[أمالى المحاملى رواية ابن يحيى البيع ص:۸۹ واخرجه ايضا البيهقى فى السنن

الکبری ۴۹۹/۹ من طریق حماد به واسناده صحیح]۔

۞ امیرالمؤمنین عمربن عبدالعزیز رحمہ اللہ۔

امام بیہقی رحمہ اللہ (المتوفی ۴۵۸):

أخبرنا أبو حامد أحمد بن علي الحافظ ,أنبأ زاهر بن أحمد، ثنا أبو بكر بن زياد النيسابوري، حدثنا محمد بن إسحاق، ثنا هيثم بن خارجة، ثنا إسماعيل بن عياش، عن عمرو بن مهاجر، أن عمر بن عبد العزيز قال :الأضحى يوم النحر وثلاثة أيام بعده

خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے نے کہا کہ قربانی عید کے دن اوراس کے بعد تین دن ہے یعنی کل چاردن قربانی ہے[السنن الکبری للبیهقی: ۴۹۹/۹ واسناده صحیح]۔

اس کے علاوہ درج ذیل تابعین سے بھی اہل علم نے چاردن قربانی کا قول نقل کیا ہے:

☆ امام زہری رحمہ اللہ۔

☆ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ

☆ امام مکحول رحمہ اللہ

☆ امام اوزاعی رحمہ اللہ

☆ امام سلیمان بن موسی رحمہ اللہ

دیکھئے: التمہید لابن عبدالبر:۱۹۶/۲۳،شرح النووی علی مسلم ۱۳/۱۱۱، زادالمعاد لابن قیم:۲۹۱/۲ ، المحلی لابن حزم:۳۷۸/۷، تفسیر ابن کثیر/ دارطیبة: ۴۱۶/۵۔

ایک اہم نکتہ:

تابعین میں ہمیں کوئی ایک بھی ایسی علمی شخصیت نہیں ملی جس سے تین دن قربانی کا قول باسند صحیح ثابت ہواس کے برخلاف متعدد تابعین سے باسند صحیح چاردن قربانی کا قول منقول ہے، اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے صحابہ بھی چاردن قربانی ہی کے قائل تھے اوران میں بعض کی طرف جو یہ منسوب ہے کہ وہ تین دن قربانی کے قائل تھے یا تو یہ نسبت غلط ہے یا پھرانہوں نے تین دن والے قول سے رجوع فرما کر حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق چاردن قربانی والا موقف اپنالیا تھا۔

فصل دوم
چاردن قربانی اور ائمہ اربعہ

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ:

بعض نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف تین دن قربانی کا قول منسوب کیا ہے۔ مگر واقعتہً امام ابوحنیفہ کے نزدیک قربانی کتنے دن تھی اس سلسلے میں امام ابوحنیفہ سے صحیح سند سے کوئی قول ہمیں نہیں ملا۔

امام شافعی رحمہ اللہ:

امام شافعی رحمہ اللہ (المتوفی ۲۰۴) نے اپنی کتاب میں فرمایا:

فَإِذَا غَابَتُ الشَّمُسُ مِنُ آخِرِ أَيَّامِ التَّشُرِيقِ، ثُمَّ ضَحَّى أَحَدٌ، فَلَا ضَحِيَّةَ لَهُ

جب تشریق کے آخری دن یعنی ۱۳ر ذی الحجہ کو سورج غروب ہونے کے بعد کوئی قربانی کرے تو اس کی قربانی نہیں ہوگی[الأم للشافعی: ۲/ ۲۴۴]۔

یعنی ۱۳ر ذی الحجہ کو سورج غروب ہونے سے قبل کوئی قربانی کرے تو امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک وہ قربانی جائز ہوگی۔ معلوم ہوا کہ امام شافعی کے نزدیک قربانی کے چار دن ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ :

آپ کی طرف تین دن اور چار دن دونوں طرح کے اقوال منسوب ہیں۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ (المتوفی ۷۷۴) نے کہا:

عن ابن عباس: الأيام المعلومات: يوم النحر وثلاثة أيام بعده، ويروى هذا عن ابن عمر، وإبراهيم النَّخعي، وإليه ذهب أحمد بن حنبل في رواية عنه.

عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ (اللہ تعالی نے جن معلوم دنوں میں قربانی کا حکم دیا ہے) ان معلوم دنوں سے مراد یوم النحر (۱۰ ذی الحجہ) اور اس کے بعد تین دن (۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ کے دن) ہیں۔ یہی بات عبداللہ بن عمر، ابراہیم نخعی سے بھی مروی ہے اور ایک روایت کے مطابق امام احمد رحمہ اللہ کا بھی یہی

مذہب ہے[تفسیر ابن کثیر / دار طیبة:٤١٦/٥ نیز دیکھیں:الإنصاف فی معرفة الراجح من الخلاف للمرداوی :٨٧/٤]۔

امام مالک رحمہ اللہ:

آپ نے تین دن قربانی والا موقف اپنایا ہے لیکن اس سلسلے میں آپ نے کوئی حدیث پیش نہیں کی ہے غالبا موطا میں آپ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کے قول کی بنیاد پر یہ موقف اپنایا ہے۔

لیکن خود ابن عمر رضی اللہ عنہ کی طرف چاردن قربانی والا قول بھی منسوب ہے جیسا کہ ماقبل میں ابن کثیر رحمہ اللہ کے حوالہ سے گذر چکا۔

فصل سوم

چاردن قربانی سے متعلق اقوال محدثین ومحققین

امام ابن المنذر رحمہ اللہ (المتوفی ۳۱۹):

آپ نے کہا:

ووقت الأضحى يوم النحر، وثلاثة أيام بعده أيام التشريق

قربانی کا وقت عید کا دن اور اس کے بعد تشریق کے تین دن ہیں[الإقناع لابن المنذر :٣٧٦]۔

امام بیہقی رحمہ اللہ (المتوفی ۴۵۸):

آپ نے کہا:

وحديث سليمان بن موسى أولاهما أن يقال به والله أعلم

سلیمان بن موسی (چاردن قربانی والی حدیث) زیادہ مناسب ہے کہ اس کے مطابق موقف اپنایا جائے[السنن الکبری للبیهقی:٥٠١/٩]۔

❁ امام أبوالحسن الواحدی رحمہ اللہ (المتوفی ۴٦۸):

آپ نے کہا:

وأول وقت الذبح إذا مضى صدر يوم النحر إلى أن تغرب الشمس من آخر أيام التشريق.

قربانی کا وقت عید کے دن سے لیکر تشریق کے آخری دن تک ہے[التفسير الوسيط للواحدی :۲٦۸/۳]۔

❁ امام نووی رحمہ اللہ (المتوفی ٦۷٦):

آپ نے کہا:

ويخرج وقت التضحية بغروب الشمس فى اليوم الثالث من أيام التشريق.

قربانی کا وقت تشریق کے آخری دن سورج غروب ہوتے ہی ختم ہوگا[روضة الطالبين للنووی : ۲/٤٦۸]۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (المتوفی ۷۲۸):

آپ نے کہا:

وآخر وقت ذبح الأضحية آخر أيام التشريق

قربانی کا آخری وقت تشریق کا آخری دن ہے[الفتاوى الكبرى لابن تيمية : ۳۸٤/٥]۔

❁ امام ابن قیم رحمہ اللہ (المتوفی ۷۵۱):

آپ نے کہا:

وَقَدْ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِى طَالِبٍ رَضِىَ اللَّهُ عَنْهُ :أَيَّامُ النَّحْرِ يَوْمُ الْأَضْحَى، وَثَلَاثَةُ أَيَّامٍ بَعْدَهُ وَهُوَ مَذْهَبُ إِمَامِ أَهْلِ الْبَصْرَةِ الحسن، وَإِمَامِ أَهْلِ مَكَّةَ عَطَاءِ بْنِ أَبِى رَبَاحٍ، وَإِمَامِ أَهْلِ الشَّامِ الْأَوْزَاعِيِّ، وَإِمَامِ فُقَهَاءِ أَهْلِ الْحَدِيثِ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ وَاخْتَارَهُ ابن المنذر؛ وَلِأَنَّ الثَّلَاثَةَ تَخْتَصُّ بِكَوْنِهَا أَيَّامَ مِنًى، وَأَيَّامَ الرَّمْيِ وَأَيَّامَ التَّشْرِيقِ، وَيَحْرُمُ صِيَامُهَا، فَهِىَ إِخْوَةٌ فِى هَذِهِ الْأَحْكَامِ فَكَيْفَ تَفْتَرِقُ فِى جَوَازِ الذَّبْحِ بِغَيْرِ نَصٍّ وَلَا

إِجْمَاعٍ .وَرُوِىَ مِنْ وَجْهَيْنِ مُخْتَلِفَيْنِ يَشُدُّ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ :(كُلُّ مِنًى مَنْحَرٌ، وَكُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ ذَبْحٌ)

اورعلی رضی اللہ عنہ نے کہا: قربانی کے دن عید کا دن اوراس کے بعد تین دن ہیں اوریہی اہل بصرہ کے امام حسن بصری کا موقف ہےاوریہی اہل مکہ کے امام عطاء بن ابی رباح کا موقف ہےاوریہی اہل شام کے امام اوزاعی کا موقف ہےاوریہی فقہائے اہل الحدیث کے امام شافعی کا موقف ہےاوراسے ہی امام ابن المنذر نے اختیارکیا ہے اور پورے ایام تشریق یہ مخصوص ہیں منی کے دن ہونے میں رمی کے دن ہونے میں اوران دنوں کا روزہ حرام ہے، پس جب یہ تینوں دن ان تمام احکام میں برابر ہیں تو پھر قربانی کے حکم میں کیسے الگ ہوجائیں گے۔(کہ کسی دن قربانی جائز ہواور کسی دن ناجائز) جبکہ الگ ہونے پر نہ کوئی نص شرعی پایا جاتاہ اورنہ ہی اجماع امت، بلکہ اس کے برعکس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعددروایات آئی ہیں جن سے پورے ایام تشریق میں قربانی کرنے کا ثبوت ملتاہے[زاد المعاد :۲/۲۹۱]۔

❁ امام ابن کثیر رحمہ اللہ (المتوفی ۷۷۴):

آپ نے کہا:

وأن الراجح فی ذلک مذهب الشافعی، رحمه الله، وهو أن وقت الأضحية من يوم النحر إلى آخر أيام التشريق

اوراس سلسلے میں راجح امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب ہےاوروہ یہ کہ قربانی کا وقت عید کے دن سے لیکر تشریق کے آخری دن تک ہے[تفسير ابن كثير / دار طيبة :۱/۵۶۱]۔

❁ امام شوکانی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۲۵۰):

آپ نے کہا:

أَرْجَحُهَا الْمَذْهَبُ الْأَوَّلُ لِلْأَحَادِيثِ الْمَذْكُورَةِ فِي الْبَابِ وَهِيَ يُقَوِّي بَعْضُهَا بَعْضًا چاردن قربانی والاموقف راجح ہے کیونکہ اس سلسلے میں وارد احادیث ایک دوسرے سے مل کرقوی ہوجاتی ہیں[نيل الأوطار :۵/۱۴۹]۔

۞ باب سوم
صرف تین دن قربانی کے موقف کی حقیقت

۞ فصل اول
صرف تین دن قربانی کے موقف پر سرے سے کوئی دلیل ھی نھیں

۞ الف : صرف تین دن قربانی پر قرآن مجید سے کوئی ثبوت نہیں:

پچھلے صفحات میں یہ تفصیل گذر چکی ہے کہ چاردن قربانی کی مشروعیت پر قرآن مجید میں دو آیتیں موجود ہیں، مگر صرف تین دن قربانی کی مشروعیت پر قران مجید میں ایک حرف بھی موجود نہیں، یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کے معترف خود احناف حضرات بھی ہیں چنانچہ کسی بھی حنفی عالم نے صرف تین دن قربانی کی مشروعیت پر کسی بھی قرآنی آیت سے استدلال نہیں کیا ہے۔

۞ ب : صرف تین دن قربانی پر کوئی حدیث رسول نہیں نہ صحیح نہ ضعیف نہ موضوع:

قارئین نے ابھی پڑھا کہ احناف کے موقف پر قرآن مجید سے کوئی ثبوت نہیں اور آپ کو یہ جان کر یقیناً حیرت ہوگی کہ صرف تین دن قربانی کے مسئلہ پر احناف کے پاس کوئی حدیث رسول بھی نہیں، نہ صحیح نہ ضعیف بلکہ لطف تو یہ ہے کہ اس مسئلہ پر ہمارے علم کی حد تک کوئی موضوع اور من گھڑت حدیث بھی نہیں۔

غور کرنے کی بات ہے کہ جس مسئلہ کے متعلق قرآن وحدیث میں ایک حرف بھی موجود نہ ہو اسی کو حق سمجھنا پھر اس پر اصرار کرنا کس قدر ضلالت وگمراہی کی بات ہے۔

ج : غیر متعلق حدیث سے بعض الناس کا بھونڈا استدلال:

کچھ لوگوں نے جب یہ دیکھا کہ ان کے موقف پر قرآن وحدیث میں کوئی دلیل نہیں تو وہ بوکھلاہٹ میں غیر متعلق حدیث سے استدلال کرنے لگ گئے، چنانچہ غالی حنفی ابوبکر غازی پوری کہتے ہیں:

حدیث نبوی میں تین دنوں سے زیادہ قربانی کے گوشت ذخیرہ کر کے کھانے پینے کی ممانعت کی گئی ہے لہٰذا تین دن سے زیادہ قربانی کرنی بھی ممنوع ہوئی [دوماہی زمزم بحوالہ قصہ ایام قربانی کا ص ۶۱/ از علامہ محمد رئیس ندوی]۔

عرض ہے کہ:

اولا:

عجب بے جوڑ بات ہے کہاں تین دن سے زیادہ گوشت جمع کرنے کی ممانعت اور کہاں چار دن قربانی کرنے کی مشروعیت، بھلا ان دونوں میں کیا مناسبت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ سلم نے صرف تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے اور رکھنے کی ممانعت کی ہے نہ کی تین دن سے زائد قربانی سے روکا ہے۔ پھر یہ دو مختلف باتیں ایک دوسرے سے کیا واسطہ رکھتی ہیں۔

ثانیا:

احناف یہ مانتے ہیں کہ قربانی کے دوسرے اور تیسرے دن بھی یعنی ۱۱/ذی الحجہ اور ۱۲/ذی الحجہ کو بھی قربانی کر سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں پیش کردہ حدیث کے مطابق دو دن مزید قربانی کا گوشت رکھ اور کھا سکتے ہیں۔ یعنی ۱۱/ذی الحجہ کو قربانی کریں تو اگلے دو دن بھی یعنی ۱۳/اور ۱۴/ذی الحجہ تک گوشت رکھ اور کھا سکتے ہیں۔

غور کیجئے ان صورتوں میں عید الاضحیٰ کے بعد پانچویں اور چھٹے دن بھی قربانی کا گوشت رکھ اور کھا سکتے ہیں، لہذا جب یہ بات ہے تو اگر کوئی پانچ یا چھ دن قربانی کا قائل ہو تو مذکورہ حدیث اس کے بھی مخالف نہ ہوگی چہ جائے کہ چار دن قربانی کے قائلین کے مخالف ہو، فتدبر۔

ثالثا:

کوئی شخص قربانی کے لئے پہلے دن یعنی (۱۰/ذی الحجہ) کے بالکل آخری وقت میں قربانی کا جانور ذبح کرے جبکہ یہ دن ختم ہونے والا ہو، تو اس کے بعد تین دن قربانی کے گوشت رکھنے اور کھانے کا مطلب

یہ ہے کہ ۱۳/ذی الحجہ تک قربانی کا گوشت رکھ اور کھا سکتے ہیں۔لہذا احناف کے مذکورہ اصول کی روشنی میں خود پیش کردہ حدیث ہی سے ثابت ہوتی ہے کہ قربانی کے چار دن ہیں۔

❁ رابعا :

پیش کردہ حدیث کا حکم صرف ایک سال کے لئے تھا،اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے یہ حکم منسوخ ہوگیا اور صحابہ کرام قربانی کے گوشت تین دن سے زیادہ دنوں تک رکھنے اور کھانے لگے۔حتیٰ کہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے قربانی کا گوشت ذخیرہ کیا جاتا تھا۔اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے ماہ ذی الحجہ کے بعد تک کھایا کرتے تھے۔جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔[بخاری رقم ۵۵۷۰]۔

بعض روایات کے مطابق صحابہ کرام حج کے موقع پر ہونے والی قربانی کے گوشت نمکین پانی میں پکا کر خشک کرکے ذخیرہ کرلیتے تھے اور اسے سال بھر کھایا کرتے تھے [مسند احمد ، ج ۱، ص ۱۸۵، و اسناده حسن]۔

اگر اب احناف کے مذکورہ اصول کو بروئے کار لایا جائے تو لازم آئے گا کہ ماہ محرم تک قربانی مشروع ہے بلکہ سال بھر کے ہر ہر دن قربانی کرنا مشروع ہے۔

❁ فصل ثانی

صحابہ کی طرف غلط نسبت

❁ انس بن مالک رضی الله عنه:

امام طحاوی رحمہ اللہ (المتوفی ۳۲۱) نے کہا:

وما قد حدثنا (.؟.) شعبة، عن قتادة، عن أنس، قال:الأضحى يومان بعده

صحابی رسول انس رضی اللہ عنہ نے کہا : قربانی عید کے بعد دو دن ہے[أحكام القرآن للطحاوی: ۲/ ۲۰۶ رقم ۱۵۷۶]۔

حافظ زبیر علی زئی نے اس اثر کو صحیح قرار دیا دیکھئے[فتاوی علمیۃ: ج ۲ص ۱۸۰]۔

عرض ہے کہ اس اثر کو صحیح قرار دینا باطل و یکسر مردود ہے، تفصیل ملاحظہ ہو:

یہاں امام طحاوی براہ راست امام شعبہ سے روایت کررہے ہیں جبکہ امام طحاوی کی پیدائش ۲۳۸ھ ہے اوران کی پیدائش سے ۷۸سال پہلے ۱۶۰ھ ہی میں امام شعبہ رحمہ اللہ فوت ہوچکے ہیں پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ امام طحاوی رحمہ اللہ اپنی پیدائش سے ۷۸سال پہلے فوت ہونے والے امام شعبہ سے براہ راست روایت کریں۔

نیز امام طحاوی کی اسی کتاب میں شعبہ کے طریق سے جو دیگر مرویات ہیں وہاں امام شعبہ اور طحاوی کے بیچ دوراوی کا واسطہ ہے مثلا پیش کردہ انس رضی اللہ عنہ کے اثر کے فورا بعد ہی ایک روایت یوں ہے:

كما قد حدثنا إبراهيم بن مرزوق، قال: حدثنا أبو الوليد الطيالسي، قال: حدثنا شعبة، عن قتادة، عن الحسن، قال: النحر ثلاثة أيام بعد يوم النحر

یعنی حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا کہ قربانی عیدالاضحیٰ کے بعد تین دن اور ہے (یعنی کل چاردن قربانی ہے[أحكام القرآن للطحاوي: ۲/ ۲۰۶رقم۱۵۷۷ واسناده صحيح]۔

یہ روایت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کے فورا بعد ہی ہے اوراس کی سند میں بھی شعبہ موجود ہیں لیکن شعبہ اورامام طحاوی کے بیچ دوراوی ''ابراہیم'' اور''ابوالولید'' کا واسطہ ہے۔ یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ انس رضی اللہ عنہ والے اثر میں امام طحاوی اورشعبہ کے بیچ دوراویوں کا واسطہ ہے۔

اب یہ دوراوی کون ہیں اس بات کا کوئی اتا پتانہیں ہے اس لئے یہ سند سخت ضعیف ہے اسے صحیح قرار دیناباطل ومردود ہے

چونکہ امام طحاوی ثقہ ہیں اس لئے دو باتیں ہوسکتی ہیں ایک یہ کہ امام طحاوی پوری سند بیان کرنا بھول گئے ہیں یا پھر دوسری یہ کہ نسخہ میں ابتدائے سند سے دوراوی ساقط ہوگئے ہوں۔ بہرصورت معاملہ کچھ بھی ہو یہ سندادھوری ہے اس لئے اسے صحیح قراردینا یکسر باطل ومردود ہے۔

حافظ زبیرعلی زئی پر سخت حیرت ہے کہ موصوف نے طحاوی کی اس سندکو بغیرکسی وضاحت کے کیسے صحیح قراردے دیا۔

واضح رہے کہ شعبہ ہی کے طریق سے ابوالقاسم بن بشران نے بھی نقل کیاہے، چنانچہ:

أبوالقاسم بن بشران (المتوفی ۴۳۰) نے کہا:

أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَمْزَةُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ بْنِ الْحَارِثِ، نا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ حَيَّانَ الْمَدَائِنِيُّ، نا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، نا هِشَامٌ وَشُعْبَةُ، قَالا: نا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ ": الذَّبْحُ بَعْدَ النَّحْرِ بِيَوْمَيْنِ [المشيخة البغدادية لأبی طاهر السلفی،مخطوط ترقم أحمد الخضری:۱۲/۶ نسخة الشامله]۔

لیکن یہ روایت سخت ضعیف ہے اس کی سند میں ایک راوی ''محمد بن عیسی بن حیان المدائنی'' ہے اس پر محدثین نے سخت جرح کی ہے چنانچہ:

امام دارقطنی رحمہ اللہ (المتوفی ۳۸۵) نے کہا:

متروک الحدیث

یہ متروک الحدیث ہے [سؤالات الحاکم للدارقطنی: ص ۱۳۵]۔

امام حاکم رحمہ اللہ (المتوفی ۴۰۵) نے کہا:

واھی الحدیث مرة

یہ بہت ہی کمزور حدیث والا ہے [سؤالات السجزی للحاکم:ص ۲۱۵]۔

امام ہبۃ اللہ اللالکائی (المتوفی ۴۱۸) نے کہا:

ضعیف

یہ ضعیف ہے [تاریخ بغداد، مطبعة السعادة: ۳۹۹/۲ واسناده صحیح]۔

لہٰذا یہ سند بھی مردود ہے۔

امام ابن حزم نے بھی شعبہ کے طریق سے یہ روایت نقل کی ہے چنانچہ کہا:

وَمِنْ طَرِيقِ وَكِيعٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: الْأَضْحَى يَوْمُ النَّحْرِ وَيَوْمَانِ بَعْدَهُ.

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: قربانی عید کے دن اوراس کے بعد دو دن ہے [المحلی لابن حزم: ۴۰/۶]۔

لیکن اس کی سند بھی ادھوری ہے کیونکہ امام ابن حزم نے امام وکیع تک اپنی سند پیش نہیں کیا ہے لہٰذا یہ سند بھی مردود و غیر معتبر ہے۔

الغرض یہ کہ شعبہ کے طریق سے اس اثر کی کوئی بھی صحیح سند موجود نہیں ہے۔

البتہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے سعید کے طریق سے اسی اثر کو یوں نقل کیا:

أخبرنا أبو نصر بن قتادة، أنبأ أبو عمرو بن نجيد، أنبأ أبو مسلم، ثنا عبد الرحمن بن حماد، ثنا سعيد بن أبي عروبة، عن قتادة، عن أنس قال: الذبح بعد النحر يومان

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: قربانی عید کے بعد دودن ہے [السنن الكبرى للبيهقي: ٩/٥٠٠]۔

لیکن اس سند سے بھی یہ روایت مردود ہے کیونکہ اس میں قتادہ کا عنعنہ ہے اور قتادہ یہ تیسرے طبقہ کے مدلس ہیں دیکھئے: [طبقات المدلسين ت علي زئي: ص ٥٨]۔

یاد رہے کہ طحاوی وغیرہ کی سندوں میں بھی قتادہ کا عنعنہ ہے لیکن وہاں اسے روایت کرنے والے شعبہ ہیں اور شعبہ جب قتادہ سے روایت کریں تو قتادہ کا عنعنہ مقبول ہوتا ہے لیکن چونکہ وہاں شعبہ سے نیچے سند ثابت ہی نہیں اس لئے قتادہ سے پہلے شعبہ کے مذکور ہونے کا کوئی فائدہ بھی نہیں۔

اور بیہقی کی روایت میں شعبہ نہیں سعید بن ابی عروبہ ہیں اس لئے یہاں قتادہ کا عنعنہ مضر ہے۔

نیز خود سعید نے بھی عن سے روایت کیا ہے اور یہ بھی مدلس ہیں [طبقات المدلسين ت علي زئي: ص ٣٩]۔

خلاصہ کلام یہ کہ تین دن قربانی سے متعلق انس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب اثر کی کوئی ایک سند بھی صحیح وثابت نہیں ہے۔

علی رضی اللہ عنہ:

امام طحاوی رحمہ اللہ (المتوفی ۳۲۱) نے کہا:

قد حدثنا أحمد بن أبي عمران، قال: حدثنا عبيد الله بن محمد التيمي، قال: حدثنا حماد بن سلمة بن كهيل، عن حجته، عن علي، قال: النحر ثلاثة أيام .

علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قربانی تین دن ہے [أحكام القرآن للطحاوي: ٢/٢٠٥]۔

حافظ زبیر علی زئی نے اس اثر کو حسن کہا ہے، دیکھئے [فتاوی علمیہ: ج۲ص۱۸۰]۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ اثر ضعیف و مردود ہے اس کی سند میں کئی علتیں اور الٹ پلٹ باتیں ہیں لیکن اس کے مردود ہونے کے لئے بس یہی ایک بات کافی ہے کہ امام طحاوی کے استاذ ''أحمد بن أبي عمران'' کی

توثیق کسی بھی امام سے بسند صحیح ثابت نہیں ہے۔

ہمارے ناقص علم کے مطابق صرف ابن یونس مصری سے ان کی توثیق منقول ہے، چنانچہ:

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (المتوفی ۴۶۳) نے کہا:

حدثنا الصوری أخبرنا محمد بن عبد الرحمن الأزدی حدثنا عبد الواحد بن محمد بن مسرور حدثنا أبو سعید بن یونس قال أحمد بن أبی عمران الفقیه یکنی أبا جعفر واسم أبی عمران موسی بن عیسی من أهل بغداد وکان مکینا فی العلم حسن الدرایة بألوان من العلم کثیرة وکان ضریر البصر وحدث بحدیث کثیرة من حفظه وکان ثقة [تاریخ بغداد، مطبعة السعادة :۱۴۱/۵ واسناده ضعیف]۔

لیکن یہ نقل باسند صحیح ثابت نہیں اس کی سند میں ''عبدالواحد بن محمد بن مسرور'' ہیں مجھے ان کی توثیق کہیں نہیں ملی۔

اسی طرح اس سند کے دوسرے راوی ''محمد بن عبدالرحمٰن الأزدی'' کی توثیق بھی مجھے کہیں نہیں مل سکی، لہٰذا ہمارے نزدیک یہ سند ضعیف ہے پھر اس ضعیف سند سے وارد ہونے والی امام طحاوی کے استاذ کی توثیق بھی مردود ہے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ امام طحاوی کے استاذ کی توثیق نامعلوم ہے لہٰذا علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب یہ روایت مردود ہے۔

اس سند میں اور بھی خرابیاں ہیں لیکن طوالت کے خوف سے ہم اسی پر اکتفاء کرتے ہیں۔

واضح رہے کہ امام ابن حزم نے بھی علی رضی اللہ عنہ سے اسی مفہوم کی ایک روایت نقل کرتے ہوئے کہا:

رُوِّینَا مِنْ طَرِیقِ ابْنِ أَبِی لَیْلَی عَنْ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ زِرٍّ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ: النَّحْرُ ثَلاثَةُ أَیَّامٍ أَفْضَلُهَا أَوَّلُهَا.

قربانی کے تین دن ہیں ان میں سب سے افضل پہلا دن ہے [المحلی بالآثار لابن حزم:۴۰/۶]۔

عرض ہے کہ اس سند میں ''محمد بن عبدالرحمٰن بن أبی لیلی الأنصاری'' ان کے ضعیف ہونے پر محدثین کا

اجماع ہے چنانچہ:

۞ امام ابن القیسرانی رحمہ اللہ (المتوفی ۵۰۷) نے کہا:

محمد هذا ممن أجمع على ضعفه

محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلی کے ضعیف ہونے پر اجماع ہے [تذكرة الحفاظ لابن القيسراني ص:۲۳۶]۔

۞ امام شعبۃ بن الحجاج رحمہ اللہ (المتوفی ۱۶۰) نے کہا:

ما رأيت أحدا أسوأ حفظا من ابن ابي ليلى

میں نے اس سے زیادہ برے حافظہ والا دیکھا ہی نہیں [الجرح والتعديل لابن أبي حاتم:۳۲۲/۷ واسناده صحيح]۔

۞ خود اس اثر کو روایت کرنے والے ابن حزم نے بھی اس اثر کو مردود قرار دیتے ہوئے کہا:

وهو سيء الحفظ

یعنی علی رضی اللہ عنہ کے اس اثر کو نقل کرنے والا ابن ابی لیلی برے حافظہ والا ہے [المحلى لابن حزم:۷ / ۳۷۷]۔

اس کے ساتھ ساتھ یہ سند ادھوری و نامکمل ہے ان تمام خرابیوں کی بنا پر یہ روایت مردود ہے۔

۞ عمرفاروق رضی اللہ عنہ:

امام ابن أبی شیبۃ رحمہ اللہ (المتوفی ۲۳۵) نے کہا:

حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ، عَنْ مَنْصُورٍ ، عَنْ مُجَاهِدٍ ، عَنْ مَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ ، أَوْ مَالِكِ بْنِ مَاعِزٍ الثَّقَفِيِّ ، قَالَ : سَاقَ أَبِي هَدْيَيْنِ عَنْ نَفْسِهِ وَامْرَأَتِهِ وَابْنَتِهِ ، فَأَضَلَّهُمَا بِذِي الْمَجَازِ ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ ذَكَرَ ذَلِكَ لِعُمَرَ ، فَقَالَ :تَرَبَّصَ الْيَوْمَ وَغَدًا وَبَعْدَ غَدٍ ، فَإِنَّمَا النَّحْرُ فِي هَذِهِ الثَّلاَثَةِ الأَيَّامِ ، ...

اس روایت کا ماحصل یہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قربانی تین دن ہے [مصنف ابن أبي شيبة:۷۵۰/۳، واورده ابن حزم من طريق ابن ابي شيبه في المحلى لابن حزم:۴۰/۶]۔

یہ روایت ضعیف ومردود ہے کیونکہ "ماعز بن مالک" یا "مالک بن ماعز" دونوں نامعلوم ہیں۔

ابوھریرہ رضی اللہ عنہ:

امام ابن حزم رحمہ اللہ (المتوفی ۴۵۶) نے کہا:

وَمِنْ طَرِيقِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ نَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ حَدَّثَنِي أَبُو مَرْيَمَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: الْأَضْحَى ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: قربانی تین دن ہے[المحلى بالآثار لابن حزم:٦/٤٠]۔

عرض ہے کہ اس روایت کوامام ابن حزم نے ابن ابی شیبہ کی کتاب سے نہیں بلکہ اپنی سند سے روایت کیا ہے اورانہوں نے ابن ابی شیبہ تک اپنی سند درج نہیں کی ہے لہٰذا ادھوری سند کے سبب یہ روایت مردود ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ:

امام طحاوی رحمہ اللہ (المتوفی ۳۲۱) نے کہا:

وَمَا قَدْ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَيْسَرَةَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: "النَّحْرُ يَوْمَانِ بَعْدَ يَوْمِ النَّحْرِ، وَأَفْضَلُهَا يَوْمُ النَّحْرِ"

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: قربانی عید کے بعد دو دن ہے اور سب سے افضل عید کے دن قربانی ہے[أحكام القرآن للطحاوی :٢/٢٠٥]۔

یہ روایت ضعیف ہے اس کی سند میں "المنہال بن عمرو" ہیں۔

یہ گرچہ صدوق ہیں بخاری کے رجال میں سے ہیں مگر متکلم فیہ ہیں متعدد محدثین نے ان پر کلام کیا ہے اور ضعفاء کے مؤلفین نے انہیں ضعفاء میں ذکر کیا ہے، عام حالات میں موصوف معتبر ہیں لیکن موصوف کے ایسے تفردات قابل قبول نہیں ہوں گے جن میں غلطی کا قوی احتمال ہو۔

چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے متعدد طرق سے منقول ہے کہ آپ چاردن قربانی کے قائل تھے جیسا کہ گذشتہ سطور میں تفصیل پیش کی جا چکی ہے دریں صورت منہال کا ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی کے حوالے تین دن قربانی کا قول نقل کرنا بہت ہی عجیب وغریب ہے۔

اسی لئے خود حنفی امام زیلعی (المتوفی ۷۶۲) نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ایسی روایت

کے بارے میں کہا:

قولہ: روی عن عمر وعلی وابن عباس أنھم قالوا: أیام النحر ثلاثۃ أفضلھا أولھا

قلت: غریب جدا

مولف نے کہا کہ عمر وعلی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ قربانی کے تین دن ہیں اور ان میں افضل پہلا دن ہے۔ میں (امام زیلعی) کہتا ہوں کہ یہ بہت ہی عجیب وغریب ہے[نصب الرایۃ : ۲۷۸/٤]۔

علامہ محمد رئیس ندوی رحمہ اللہ نے بھی ''منہال'' کے سبب اس روایت کو ضعیف کہا ہے[قصہ ایام قربانی کا:ص۳۶]۔

منہال بن عمرو کی اسی روایت کو ابن حزم نے بھی نقل کرتے ہوئے کہا:

وَمِنْ طَرِيقِ وَكِيعٍ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ الْمِنْهَالِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ النَّحْرُ ثَلاثَةُ أَيَّامٍ.[المحلی بالآثار لابن حزم:٦/٤٠]۔

لیکن اس میں منہال بن عمرو سے روایت کرنے والا ابن ابی لیلی ہے جس کے بارے میں گذشتہ سطور میں بتایا جاچکا ہے کہ یہ بالاتفاق ضعیف ہے۔مزید یہ کہ ابن حزم رحمہ اللہ نے ادھوری سند ذکر کی ہے۔

نیز امام ابن حزم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب اسی بات کو ایک اور طریق سے ذکر کرتے ہوئے کہا:

وَمِنْ طَرِيقِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ نَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ حَرْبِ بْنِ نَاجِيَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ :أَيَّامُ النَّحْرِ ثَلاثَةٌ .[المحلی بالآثار لابن حزم:٦/٤٠].

عرض ہے کہ اس کی سند میں کئی خرابیاں ہیں۔

''حرب بن ناجیہ'' کی توثیق کسی نے بھی نہیں کی ہے۔''ابوحمزہ عمران بن أبی عطاء'' کو جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''ہشیم بن بشیر الواسطی'' نے عن سے روایت کیا ہے اور یہ تیسرے طبقہ کے ہیں دیکھئے:[طبقات المدلسین ت علی زئی:ص٦٦]۔

علاوہ بریں ابن حزم نے مکمل سند ذکر ہی نہیں کی ہے لہٰذا یہ روایت سخت ضعیف ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ :

صحابہ میں صرف اور صرف انہیں سے تین دن قربانی کا قول ثابت ہے چنانچہ موطا امام مالک میں بسند

صحیح ان سے تین دن قربانی والاقول مروی ہے لیکن گذشتہ سطور میں گذر چکا ہے کہ انہیں کی طرف چاردن قربانی کا قول بھی منسوب ہے ممکن ہے آپ نے بعد میں رجوع فرماتے ہوئے حدیث کے موافق اپنا موقف بدل لیا ہے، اور پہلے نصوص سے لاعلم ہونے کے سبب تین دن قربانی کی بات کہی ہو، واللہ اعلم۔

فصل ثالث

اجماع کا جھوٹا دعوی اور جمھور کی طرف غلط انتساب

بعض الناس کا یہ معمول بن چکا ہے کہ عوام کو مرعوب کرنے کے لئے آئے دن اپنے ہر ہر مسئلہ پر اجماع کا دعوی کرتے پھرتے ہیں، انہوں نے حسب عادت اس مسئلہ پر بھی اجماع کا دعوی ٹھونک دیا۔

دراصل ان کے پاس مسئلہ زیر بحث میں دلیل کے نام پر نہ قرآن ہے نہ حدیث اس لئے اجماع ہی کے سہارے رعب ڈالنے کی کوشش کررہے ہیں حالانکہ نص شرعی کے بغیر کسی بھی دینی مسئلہ پر اجماع ناممکن ہے، علامہ البانی رحمہ اللہ نے آداف زفاف میں بڑی تفصیل سے یہ مسئلہ واضح کیا ہے۔

اور حیرت کی بات ہے کہ اس مسئلہ میں دعوائے اجماع کا قول ایک ایسے امام کی طرف منسوب کیا جارہا ہے جس نے کسی بھی مسئلہ پر سرے سے مدعی اجماع ہی کو کذاب قرار دیا ہے۔ چنانچہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ امام احمد رحمہ اللہ نے تین دن قربانی پر اجماع نقل کیا ہے [زمزم شمارہ۴ غازی پوری کی تحریر]۔

عرض ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ کی طرف منسوب یہ بات قطعا مکذوب ہے اس کے باطل ومردود ہونے کے لئے بس یہی بات کافی ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ نے کسی بھی مسئلہ پر اجماع کا دعوی کرنے والے ہی کو کذاب قرار دیا ہے، چنانچہ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”من ادعى الإجماع فهو كاذب وما يدريه؟ لعل الناس اختلفوا“.

جس نے اجماع کا دعوی کیا وہ بہت بڑا جھوٹا شخص ہے اسے کیا پتہ کہ لوگوں نے اس میں اختلاف کیا ہو؟[مسائل احمد بروایت ابنه عبدالله: ص ۳۹۰]۔

بعض الناس کے سامنے جب یہ حقیقت واضح کی جاتی ہے کہ تین دن قربانی پر اجماع کا کوئی ثبوت نہیں تو یہ پلٹ کر یہ کہنا شروع کردیتے ہیں کہ یہ جمہور کا موقف ہے حالانکہ یہ بات سراسر جھوٹ اورافتراء ہے۔ اور حقیقت یہ کہ جمہور چاردن قربانی کے قائل ہیں متعدد اہل علم نے چاردن قربانی کے موقف کو جمہور کا

موقف قرار دیا ہے چنانچہ: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا

وَحُجَّةُ الْجُمْهُورِ حَدِيثُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَفَعَهُ فِجَاجُ مِنًى مَنْحَرٌ وَفِي كُلِّ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ ذَبْحٌ أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ لَكِنْ فِي سَنَدِهِ انْقِطَاعٌ وَوَصَلَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ

جمہور کی دلیل (چاردن قربانی کے قائلین کی دلیل) جبیر بن مطعم کی حدیث ہے کہ منی کا ہر راستہ قربان گاہ ہے اور تشریق کے تمام دن ذبح کے دن ہیں اسے امام احمد نے روایت کیا لیکن اس کی سند منقطع ہے اور امام دارقطنی سے اسے موصول روایت کیا ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں[فتح الباری لابن حجر:۸/۱۰]۔

امام ماوردی نے کہا:

أَمَّا أَيَّامُ نَحْرِ الضَّحَايَا وَالْهَدَايَا فَمُخْتَلَفٌ فِيهَا عَلَى ثَلَاثَةِ مَذَاهِبَ: أَحَدُهَا: وَهُوَ مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وَجُمْهُورِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَالْفُقَهَاءِ أَنَّهَا أَرْبَعَةُ أَيَّامٍ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ إِلَى آخِرِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ الثَّلَاثَةِ حَتَّى تَغِيبَ شَمْسُهُ.

قربانی کے جانور اور ھدی کے جانور کو ذبح کرنے کے ایام کی بابت تین طرح کا اختلاف ہے، جن میں پہلا یہ ہے اور یہی امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور صحابہ وتابعین اور فقہاء کا موقف ہے کہ قربانی کے چاردن ہیں، عید کے دن سے لیکر تشریق کے تینوں دنوں تک یہاں تک کی تشریق کے آخری دن کا سورج غروب ہو جائے[الحاوی الکبیر فی فقه مذهب الإمام الشافعی: ١٢٤/١٥]۔

خلاصہ بحث:

قرآنی آیات احادیث صحیحہ اور جمہور سلف صالحین سے اسی بات کا ثبوت ملتا ہے کہ قربانی کے کل چاردن ہیں۔

عصر حاضر میں جماعت اہل حدیث کا یہ متفقہ موقف ہے، معاصرین میں کبار اہل علم نے اسی موقف کی صراحت کی ہے مثلا علامہ البانی رحمہ اللہ، شیخ بن باز رحمہ اللہ، شیخ عثیمین رحمہ اللہ وغیرہم دیکھئے:[الصحیحة: رقم ٢٤٧٦، مجموع فتاوى ابن باز: ٧٨/١٦، مجموع فتاوى ورسائل العثيمين ٩٠/٢٥]۔

مجلس کبار العلماء کا بھی یہی فتوی ہے دیکھئے:[أبحاث هيئة كبار العلماء: ٣٠٨/٢ ، مجلة البحوث الإسلامية: ٢١٣/٤]۔ رب تعالی ہمیں حق کہنے، سننے اور اس کے مطابق عمل کی توفیق دے آمین۔

اسلامک انفارمیشن سینٹر، ممبئی

اسلامک انفارمیشن سینٹر اپنی ابتداء سے ہی بدعات وخرافات سے پاک خالص دین کی اشاعت کے لیے کوشاں ہے۔قرآن وسنت ہماری دعوت کی اساس اور منہج سلف سے وابستگی ہمارا مسلک ہے۔ وہ تمام افراد اور تنظیمیں جو قرآن و سنت کی بالادستی،توحید کے غلغلہ،شرک وبدعات کے قلع قمع اور مسلک اہل حدیث کے فروغ کے لیے کام کررہی ہیں ہم ان کے ہر ممکن تعاون کے لیے تیار ہیں اور ان سے ہر ممکن تعاون کی درخواست کرتے ہیں۔ہم چاہتے ہیں کہ ممبئی اور مضافات میں ہورہے دعوتی کام کی تنظیم کی جائے۔ وہ افراد جو انفرادی طور پر دعوت کا کام کررہے ان کی تربیت ہو،ان کو علمی سپورٹ اور دعوتی مواد فراہم کیا جائے۔

ہم چاہتے ہیں کہ دعوت دین کو ابلاغ اور ترسیل کے جدید وسائل سے آراستہ کیا جائے۔تاکہ ہماری دعوت ان وسائل کے ذریعہ دنیا کے ایک ایک کونے تک پہنچ سکے۔

امت کا دعوتی محاذ بہت وسیع ہے۔تعلیمی،معاشی،فلاحی،سماجی،،سیاسی،اخلاقی اعتقادی،فروعی سارے دعوت کے میدان ہیں۔کوئی ایک تنظیم یا بعض افراد اکیلے ان سارے دعوتی میدانوں کا حق ادا نہیں کرسکتے ۔اس لیے وہ تمام افراد اور وہ ساری تنظیمیں جو دعوت کے مختلف میدانوں میں سرگرم ہیں سب کی سب حوصلہ افزائی کی مستحق ہیں۔اوران ساری تنظیموں کے درمیان جب تک تعامل کا راستہ ہموار نہیں ہوگا دعوت کا حق ادا نہیں کیا جاسکتا۔

ہم اللہ کے دین کو سارے ادیان پر اور رسول کی اطاعت کو ساری اطاعتوں پر غالب کرنے کے لیے کام کررہے ہیں۔ ہم اس بات کا آپ کو پورا یقین دلاتے ہیں کہ اپنے علم اور استطاعت کی آخری حدوں تک ہم اس مشن کو خالص قرآن وسنت کی بنیادوں ہی پر آگے بڑھائیں گے۔کون سی زمیں ہمیں پناہ دے گی اور کون سا آسمان ہم پر سایہ کرے گا اگر اس مشن کا آگے بڑھانے میں ہم اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت شروع کردیں۔

فی الحال ممبئی ہماری دعوتی ترجیح ہے۔اس سے آگے بڑھ کر پورے ہندستان،اوراس سے بھی آگے بڑھ کر پوری دنیا میں اپنا دعوتی نیٹ ورک پھیلادینے کا ہمارا ارادہ ہے۔اس مرحلہ میں یہ بات شاید بڑی لگےلیکن اللہ کے فضل سے کچھ بھی بعید نہیں۔اور ہم اس کی رحمت سے بالکل بھی مایوس نہیں۔ویسے بھی ہر بڑے سفر کی شروعات ایک چھوٹے قدم سے ہوتی ہے ۔اور ہم تو پھر بھی اس سفر کی بہت سے پڑاو پار کرچکے ہیں۔اللہ کا فضل،ہمارے عزائم اور آپ کا تعاون ساتھ ہوجائیں تو ہمارے یہ خواب اپنی تعبیروں تک پہنچ سکتے ہے۔

اللہ ہمارے عزائم اور آپ کے تعاون کو اخلاص اور نصرت سے نوازے۔

Nasiha.tv

Online Islamic Channel with satellite quality recording and promos. See Live on www.nasiha.tv

نصیحه

سیٹلائٹ معیار کی ویڈیو کے ساتھ ہمارا
آن لائن ٹی وی چینل۔ دیکھنے کے لیے
لاگ ان کریں: www.nasiha.tv
موبائل پر نصیحہ ٹی وی دیکھنے کے لیے آپ
نصیحہ کا انڈرائڈ اپلیکشن بھی ڈاونلوڈ
کرسکتے ہیں۔

Ahlus Sunnah IIC Monthly Magazine

Ahlus Sunnah
www.ahlussunnah.in

Ahlus Sunnah

Monthly Magazine of IIC

Ahlussunnah monthly Magazine by IIC which bring eye-opening Islamic Research. It is a must for Daees and people seeking the truth

مجله اهل السنة

آئی آئی سی کا دینی ، دعوتی ، تحقیقی ماهنامه

اختلافی مسائل پر رواداری اور علمی
اصولوں پر مبنی بحث وتحقیق کا حامل
ہندستان کامنفرد تحقیقی مجلّہ

Dawah Desk

Walk in at IIC Centers in open hours to discuss about Islam & ask? to an Aalim.

Misbah IIC Sister's Circle

10am-6pm
for total Islamic guidance and Tarbiyah of Sisters

Welcome to knowledge. Welcome to understanding.

Head Office: Kurla
Gala No.6, Swastik Chamber,
Below Kurla Nursing Home,
Opp. Noorjhan 1, Pipe Rd.

Branch: Andheri
Grnd Flr, Mukund Hse,S. V. Rd,
Near Andheri Station Jama Masjid,
Andheri (W), Mumbai 4000

Branch: Jogeshwari
Shop No.A, Ayub Colony,
Bandra Plot, N-Block,
Jogeshwari (E), Mumbai 400060
T:

IIC Islamic Information Centre